امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 24 مورخہ ۲۰ رشوال ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۴ رجون ۲۰۱۹ء روز سوموار

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- حضرت مولانا افتخار الحسن کاندھلویؒ
- تبصرۂ کتاب
- حرمین شریف کے سفر کی مختصر روداد
- جمہوریت کے مندر سے نفرت کا پیغام
- نفاق ایک خطرناک اور مہلک مرض
- اخبار جہاں، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

آزادئ رائے

ہندوستانی صاحب اور ذرائع ابلاغ میں ان دنوں اظہار رائے کی آزادی پر کھل کر بحث ہو رہی ہے، اور اس کا آغاز پرشانت کنوجیا کی اترپردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ سے جڑی ایک خبر اور تصویر کو وائرل کرنے کے نتیجہ میں گرفتاری سے ہوا ہے، اس کے بعد سے اترپردیش میں صحافیوں کی دھڑ پکڑ کا سلسلہ دراز ہوا، اور ایسا لگا کہ حکومت غیر ضروری طور پر صحافیوں کو پریشان کر رہی ہے، اور یوگی آدتیہ ناتھ کی شبیہ خراب کرنے والے ہر واقعہ کی اشاعت پر صحافی حضرات کو پکڑ دھکڑ کی آزمائش سے گذرنا پڑ رہا ہے، امیت شرما نام کے ایک صحافی کو پیٹا، اسے لاک اپ میں بند کیا اور اسے ننگا کر کے اس کے منہ میں پولس نے پیشاب کیا، جرم یہ تھا کہ اس نے ریلوے پولس کی بدعنوانی پر کچھ لکھ دیا تھا، معاملہ سپریم کورٹ (عدالت عظمیٰ) تک پہونچا اور عدالت نے پرشانت کو فوری طور پر با عزت رہائی کا حکم دیا، تب جا کر یہ سلسلہ رکا ہے، عالمی تنظیم آر اف اس نے اپنی سالانہ رپورٹ میں واضح کیا ہے کہ ہندوستانی پریس کی آزادی میں مسلسل گراوٹ آرہی ہے، ایک امریکی صحافی نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں ریل جرنلزم (حقیقی صحافت) کا دور ختم ہو چکا ہے، امریکی صحافی کا یہ قول حقیقت سے انتہائی قریب ہے، ہندوستان میں آج میڈیا بکا ہوا ہے، اور بیش تر قابل ذکر صحافی کی ایک قیمت سیاسی پارٹیوں نے لگا رکھی ہے، پرنٹ میڈیا کے مالکان کی وابستگی کسی نہ کسی سیاسی پارٹی، نظریات اور رجحانات سے ہے، ایسے میں قلم وہ نہیں لکھتا جو اسے لکھنا چاہیے، بلکہ وہ لکھتا ہے جو اس سے لکھوایا جاتا ہے، ایسے میں اظہار رائے کی آزادی کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے، ماضی قریب میں جن صحافیوں نے اپنی بولی نہیں لگنے دیا انہیں اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے، شجاعت بخاری، گوری لنکیش، نریندر دابھولکر، ڈاکٹر ایم ایک کلبرگی اور ڈاکٹر پنسارے بک نہیں سکے تو انہیں دوسری دنیا کی راہ دکھا دی گئی ہے، پرسون واجپئی، سمن واجپی، اکار پٹیل، ابھیشار اور رویش کمار جیسے چند صحافیوں پر سوشل میڈیا ذاتی حملے اور کردار کشی کرتا رہا ہے، اور جس طرح ان کے خلاف نفرت کی فضا پیدا کی جا رہی ہے اس میں کیا بعید ہے کہ کسی دن "بانگ آید کہ فلاں نہ ماند" یہ اس ملک کا المیہ ہے کہ میڈیا یہاں پر غیر ذمہ دارانہ انداز میں کام کرتا رہا ہے، کبھی اس نے اظہار رائے کی آزادی کے نام مذہبی مسلمات اور اقدار پر حملے کیے اور کبھی وہ حکومت کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح ناچتا رہا، اب صحافت میں غیر جانب دارانہ نظریات اور حقائق کی پیش کش کی بات عنقا ہے، حالاں کہ ہم تو غیر جانب دار ہونے کو بھی صحیح نہیں، سمجھتے ہمارا نعرہ تو یہ ہونا چاہیے کہ ہم غیر جانب دار نہیں حق کے طرف دار ہیں، البتہ حق کی تعیین پروپیگنڈے، نعرے بازی اور جملے اچھالنے سے نہیں، انتہائی گہرائی اور گیرائی، پس وپیش حقائق ومشاہدات کی روشنی میں کرنا چاہیے، ورنہ کوئی بھی صحافی بڑی آسانی سے یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم فلاں پارٹی کی حمایت اس لیے کرتے ہیں کہ اسے حق سمجھتے ہیں، اسے حق سمجھنے کی ان بنیادوں پر بھی روشنی ڈالنی چاہیے، جس کی وجہ سے وہ اسے حق سمجھتا ہے ایسا بھی نہیں ہے کہ یہ سب صرف مودی اور یوگی حکومت میں ہو رہا ہے، بنگال کی ممتا بنرجی بھی اس معاملے میں کچھ کم نہیں ہیں، ممتا کی پہلی حکومت میں ایک کارٹون بنا کر پوسٹ کرنے پر شانتی نکیتن کے ایک پروفیسر کو جیل میں ڈال دیا گیا تھا اور ضمانت پر رہائی کے بعد گھر میں گھس کر ممتا کے چاہنے والوں نے اس کی جم کر پٹائی کی تھی، حالیہ لوک سبھا چناؤ کے موقع سے ممتا کے ایک کارٹون بنانے والے کو پولس نے گرفتار کر لیا تھا، بڑی مشکل سے ہائی کورٹ سے ضمانت ملی تھی، اڈیشہ اور تمل ناڈو کی حکومتیں بھی اس معاملہ میں پیچھے نہیں ہیں۔

ملک سے باہر نکلیں تو برما، پاکستان اور اسرائیل سے صحافیوں پر ظلم وجور کی خبریں آتی رہی ہیں، ان حالات میں صحافیوں کا دم خم کمزور پڑتا جا رہا ہے، اور وہ لوگ جو ظلم وجبر کے خلاف سینہ سپر ہو جایا کرتے تھے اور قلم کی ساری سیاہی استعمال کر لینا اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے ان کے حوصلے ٹوٹ رہے ہیں، برکھا دت، ساگریکا گھوش، سوامی ناتھن، جیسے صحافی اور مضمون نگار کے الفاظ، جملے اور تعبیرات میں اب وہ دھار نہیں ہے، جس سے باطل کے ایوان میں لرزہ طاری ہوتا تھا، اور آپ خوب جانتے ہیں کہ دھار ایک بار کند ہو گئی تو اس کا صیقل کرنا آسان نہیں ہوتا، ایسے میں دو طرفہ محاسبہ کی ضرورت ہے، حکومت اور ان کے کارندوں کو میڈیا کے تئیں اپنے رویہ پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور میڈیا کو یہ سمجھنا چاہیے کہ جمہوریت کا یہ چوتھا ستون پابند سلاسل سیم وزر ہو گیا تو اس کی اہمیت وافادیت ہی نہیں، قدر وقیمت بھی ختم ہو جائے گی اور جب بھی ان سلاسل سے نکلنے کی کوشش کی جائے گی صحافی حضرات کو سخت آزمائش سے گذرنا ہوگا، کبھی آزمائش کا یہ سلسلہ جسم وجان تک پہونچے گا اور کبھی اس کا اختتام ابدی نیند پر بھی ہو سکتا ہے۔

تین اعلان

وزیر اعظم نریندر مودی کی اقلیتی وزارت کی جانب سے تین بڑا اعلان کیا گیا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اقلیتی طبقہ کے پانچ کروڑ طلبہ کو تعلیمی وظائف دیے جائیں گے، جن میں نصف طالبات کے لئے مختص ہوں گے، اللہ کرے یہ صرف اعلان اور جملہ بازی نہ ہو، حکومت خلوص کے ساتھ اپنے اس عزم کو پورا کرے تو یہ ایک بڑی بات ہوگی، ہمیں اسے زمین پر اترنے کا انتظار کرنا چاہیے اور حکومت کی نیت پر شک نہیں کرنا چاہیے، کیا بعید کہ کچھ ایسا ہو ہی جائے۔

دوسرے اور تیسرے اعلان کا تعلق مدارس کی جدید کاری سے ہے، اس کے لیے معلمین کو جدید عصری علوم کی تربیت دی جائے گی اور مدارس کی جدید کاری کی جائے گی، یہ منصوبہ کوئی نیا نہیں ہے، کانگریس کے دور حکومت میں بھی زور وشور سے یہ آواز اٹھی تھی، کمیٹی بھی بنی تھی، میٹنگوں کا انعقاد بھی ہوا تھا، پھر سارا منصوبہ سرد خانے میں چلا گیا اس سلسلے میں آں جہانی راجندر سنگھ سچر کی سفارشات پر بھی عمل نہیں ہو سکا، اس لیے ان دونوں اعلان کے سلسلہ میں ہم مشکوک ہیں، مشکوک اس لئے ہیں کہ یہ منصوبہ وزارت اقلیت کی طرف سے آیا ہے، جب کہ منصوبے کا تعلق شعبہ تعلیم سے ہے تو وزارت تعلیم نے اس منصوبہ کا اعلان کیوں نہیں کیا، اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ملک کے کئی صوبوں میں مدرسہ بورڈ قائم ہے اور اس سے ملحق بہت سارے مدارس ہیں، جدید کاری کے نام پر پہلے سے قائم مدارس کا الحاق جدید کاری کے نام پر کیا جائیگا، مدارس کے ذمہ دار اور اساتذہ اس جھانسے میں آئیں گے کہ سرکار کی طرف سے تنخواہ ملنے لگے گی، ممکن ہے پورے ملک میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ کی طرح بعض مدرسوں کو مکمل طور پر اپنا لیا جائے، کچھ اساتذہ کو کلاس ون کی نوکری مل جائے اور وہ مطمئن ہو کر حکومت کی ایما پر قربان ہو جائیں، اور ملحق مدارس کے اساتذہ سرکاری خیرات جسے مہذب زبان میں گرانٹ کہا جاتا ہے پر گذارہ کرنے لگیں، اس لیے اس معاملہ میں حکومت کو چاہیے کہ مدارس کے لیے جو بھی رقم مختص کرنی ہو اسے تعلیمی بجٹ کا حصہ بنائے، گرانٹ اور خیرات پر اس کی بنیاد نہ رکھے، دوسرے وہ خود ایک ایسا مدرسہ قائم کرے جو اس کی نظر میں آئیڈیل ہو، تا کہ اس کی اہمیت وافادیت عام لوگوں کی نظر میں آجائے۔

سرکار کے اس منصوبے پر شک اس لیے کیا جاتا رہا ہے کہ وہ ساری قواعد پہلے سے قائم آزاد مدارس کو اپنے حلقۂ اثر میں لینے کی کرتی رہی ہے، یہ آزاد مدارس عوامی وسائل سے قائم ہیں، ان میں سے بیش تر کی زمین وقف ہے اور اسے واقف کی منشا کے خلاف استعمال نہیں کیا جا سکتا ہے اور یقیناً واقف کی منشا، سرکاری مراعات سے دور رہ کر اسلامی علوم اور تہذیب وثقافت کو فروغ دینے کی رہی ہے، اس لیے مدارس کی جدید کاری کے نام پر حکومت کی کسی بھی قسم کی مداخلت کو ہم برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں، خصوصاً اس شکل میں جب بورڈ سے ملحق مدارس کی تعلیمی زبوں حالی کا مشاہدہ عام بھی ہے اور تام بھی۔

جہاں تک مدارس اسلامیہ کے اساتذہ کی تربیت کا معاملہ ہے، ماضی کے تجربات بتاتے ہیں کہ اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا، ہمدرد اسٹڈی سرکل دہلی اور علی گڈھ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے شعبہ فروغ سائنس نے اس طرف قدم اٹھایا اور صرف مدارس کے اساتذہ کے لیے ہفتہ دس روز کی تربیت کا نظم کیا، برج کورس بھی شروع کرائے، لیکن جب اساتذہ ان علوم وفنون کے مبادیات سے واقف نہیں ہوں گے تو ریفیشر کورس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، جدید علوم کو مدارس میں رائج کرنے کی بات ایک حد تک درست مان لیں تب بھی یہ تربیت ان اساتذہ کو ہی دینی چاہیے جن کا تعلق جدید علوم سے ہے، مدارس اسلامیہ کے اساتذہ کے ساتھ عمومی تدریسی مسائل اور طریقۂ کار پر گفتگو کی جا سکتی ہے، پھر جن علوم وفنون سے ان کی واقفیت بھرپور ہے، ان علوم پر ماہرین کے محاضرات کے ساتھ تبادلۂ خیال مفید معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ کے زیر اہتمام ہر سال مدارس کا تربیتی اجتماع ہوا کرتا ہے، اس میں ملک کے نامور مدارس سے اساتذہ کو محاضرات پیش کرنے کے لیے مدعو کیا جاتا ہے، پھر سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، آپسی بحث وتمحیص سے اساتذہ کی تدریسی صلاحیت بڑھتی ہے اور اس کا فائدہ طلبہ تک پہونچتا ہے۔

مشاہدہ

"☆ کمیاں سب میں ہوتی ہیں؛ لیکن نظر صرف دوسروں میں آتی ہیں ☆ عموماً ہم غلط نہیں ہوتے؛ لیکن ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں ہوتے جو ہمیں صحیح ثابت کر سکیں ☆ دوستی کا رشتہ اگر نہ بنا ہوتا تو انسان کبھی یقین نہیں کرتا کہ اجنبی لوگ اپنوں سے بھی زیادہ پیارے ہو سکتے ہیں ☆ انسان موت سے بچنے کی کوشش کرتا ہے جہنم سے نہیں، حالاں کہ کوشش کرنے سے انسان جہنم سے بچ سکتا ہے، موت سے نہیں ☆ جس قوم میں روٹی کی قیمت مزدور کی تنخواہ سے مہنگی ہو جائے اس قوم میں دو چیزیں سستی ہو جاتی ہیں، ایک مرد کی غیرت دوسری عورت کی عزت۔" (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

"آدمی اپنی غرض کی تکمیل کے لیے قدرتی وسائل کو من مانے ڈھنگ سے نقصان پہونچا رہا ہے، ہم ان کا خیال نہیں رکھ رہے ہیں، اس لئے موسم تیزی کے ساتھ غیر معتدل اور غیر متوازن ہوتا جا رہا ہے، اس کے نتیجے میں ہمیں قدرتی آفات کا کرب جھیلنا پڑ رہا ہے، بے تحاشہ گرمی، بے موسم کی بارش، برف باری وغیرہ اس کی چند مثالیں ہیں، وقت رہتے اگر ہم نہیں سنبھلے تو قدرتی وسائل سے ہماری یہ غفلت انتہائی مہلک ثابت ہو سکتی ہے۔"

(ورون کمار سنگھ ہندوستان ۱۵ رجون ۲۰۱۹ء)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

ذکر الٰہی انسانی حفاظت کا سب سے بڑا ذریعہ

ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فهو له قرین ، وانهم لیصدونهم عن السبیل ویحسبون انهم مهتدون (الزخرف:۳۶،۳۷) اور جو کوئی بھی (خدائے) رحمٰن کی نصیحت کی طرف سے اندھا بن جائے گا ہم اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں سو وہ اس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ (شیاطین) ان لوگوں کو راہ (راست) سے روکتے رہتے ہیں اور (اپنے لئے) خیال کرتے رہتے ہیں کہ ہم راہ یاب ہیں۔

وضاحت : انسانی زندگی کا یہ معمول ہے کہ جو شخص بھی اپنے سے کسی بڑی قوت وطاقت سے وابستہ ہوتا ہے اسے کوئی نقصان پہنچانے کی جلدی کوشش نہیں کرتا ہے، کمزوروں کو یا جس کی وابستگی کسی بڑی قوت سے نہ ہو اسے ہر شخص نشانہ بنانے کی کوشش کرتا ہے، اگر آپ کے رشتہ دار یا تعلق کے آدمی حکومت کے کسی اونچے عہدے پر ہیں تو آپ پر کوئی ہاتھ اٹھانے میں ہزار بار سوچے گا، اسی طرح کسی بڑے آدمی کا کوئی سامان یا کوئی چیز ہے تو اسے نقصان پہنچانے میں ہر ایک کو تردد ہوگا، گویا بڑی ذات سے وابستگی تحفظ کا ذریعہ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ جس کی ہستی کائنات کی ہر چیز سے افضل و برتر ہے جو ہر طاقت سے بڑھ کر قوت وطاقت والا ہے، وہی ہر چیز کا خالق و مالک ہے اس سے وابستگی دنیا کے ہر شر سے حفاظت کا ذریعہ بنتی ہے، جبکہ اس سے وابستگی بہت ہی آسان ہے اور ہر کس و ناکس کے لئے ممکن ہے، قرآن کریم کی مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی وابستگی کی اہمیت کو اس طرح بیان فرمایا کہ ذکر الٰہی سے غفلت انسان کو شیطان کا شکار بنادیتی ہے پھر شیطان اس پر اپنا تسلط حاصل کرکے اسے برے کاموں میں لگادیتا ہے جس کا اسے احساس بھی نہیں ہوتا بلکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہی صحیح ہے، ذکر الٰہی کی اس اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس جاتے ہوئے نصیحت فرمائی "اذهب انت واخوك بایاتي ولا تنیا في ذكري (طٰہٰ:۴۲) تم اور تمہارے بھائی میری نشانیوں کے ساتھ جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا" فرعون جیسے جابر و ظالم کے پاس جارہے ہیں ایک خاص اور اہم مہم کے ساتھ لیکن تاکید ہورہی ہے کہ یاد الٰہی و ذکر اللہ سے کسی حال میں سستی و کمزوری نہ آنے پائے کہ اس اہم مہم اور کام میں بھی یہی چیز اور یہی آلہ کارگر ہتھیار کا کام کرے گا، سورہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی اہمیت اور اس کی فضیلت کے پیش نظر اس کے لئے ہر کام کاج سے اپنے کو الگ کرلینے کا حکم دیا اور نماز جمعہ کے بعد اپنی مشغولیت کی طرف لوٹ جانے کی اجازت دیدی گئی لیکن اس اجازت کے ساتھ ہی ذکر الٰہی کی تاکید بھی فرمادی ارشاد ہے: فاذا قضیت الصلاة فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله واذكروا الله كثیرا (جمعہ:۱۰) پھر جب نماز پوری ہوچکے تو زمین پر چلو پھرو اور اللہ کی روزی تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو۔ گویا دنیوی کام کاج کے ساتھ بھی ذکر الٰہی میں انسان کو مشغول رہنا چاہئے اور اس سے غفلت نہیں برتنی چاہئے تاکہ وہ شیطان کا آلہ کار نہ بن جائے، اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی تاکید فرماتے ہوئے فرمایا "لا یزال لسانك رطبا من ذكر الله" (سنن الترمذی، باب ماجاء فی فضل الذکر) کہ تمہاری زبان ہر آن ذکر الٰہی سے تر رہے، صبح و شام کے مختلف اوقات اور مختلف حالات میں آپ ﷺ نے جو دعائیں تلقین فرمائیں وہ سب اسی ذکر الٰہی کے لئے ہیں کہ انسان ان دعاؤں کے ذریعہ اللہ رب العزت کی حفاظت میں اپنے کو دیدیتا ہے اور ہر لمحہ اللہ کی نگرانی اور حفاظت حاصل کرلیتا ہے، جس کی وجہ سے ہر طرح کے خطرہ سے محفوظ رہتا ہے، چاہے دشمنوں کا خطرہ ہو یا شیطان کا، جسمانی و مالی ہو یا ذہنی و فکری، اسی طرح کسی مصیبت، غم فکر، پریشانی اور دیگر عارضہ کے وقت انسان کے لئے اس سے راحت و تسلی کا سب سے بڑا ذریعہ ذکر الٰہی ہی ہے، وہی ہماری پریشانی کو سنتا ہے اور بلا کو دور کرتا ہے" امن یجیب المضطر اذا دعاه ویکشف السوء (النمل:۶۲) (یہ بہتر ہیں) یا وہ جو بے قرار کی (فریاد) سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور مصیبت کو دور کردیتا ہے، اور" واذا سالك عبادي عني فاني قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوا لي ولیؤمنوا بي لعلهم یرشدون (البقرۃ:۱۸۶) اور جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو میں تو قریب ہی ہوں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے پس (لوگوں کو) چاہئے کہ میرے احکام قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت یاب ہوجائیں۔ موجودہ حالات میں ہم مسلمانوں کے لئے جو خطرات دشمنان اسلام کی طرف سے پیدا ہوگئے ہیں اور ہورہے ہیں ان حالات میں ظاہری اسباب کے اختیار کرنے کے ساتھ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی بتائی ہوئی دعاؤں کا خوب اہتمام کرنا چاہئے مختلف حالات اور مختلف مواقع پر جو آپ ﷺ نے دعائیں تلقین فرمائی ہیں انہیں خود بھی یاد کریں اور ان کا استحضار رکھیں اور اپنے ماتحت گھر والوں اور بچوں کو بھی یاد دلائیں، اپنے ملنے جلنے والوں دوست و احباب اور عام مسلمانوں کو بھی اس کی تلقین و تاکید کریں، واقعات و حالات بتاتے ہیں کہ کتنے ہی ناگزیر اور ناگفتہ بہ خطرناک حالات پیش آئے لیکن ان دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی حفاظت فرمائی، اس لئے خصوصا صبح و شام کی دعائیں، گھر سے نکلنے، سفر کے دوران اور سواریوں وغیرہ پر سوار ہوتے ہوئے دعاؤں کا خاص اہتمام رہے ان دعاؤں کے الفاظ کے مفہوم کا استحضار بھی رہے اور اللہ پر یقین و بھروسہ بھی۔

جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے وہ اللہ کے حفظ وامان میں ہوتا ہے

سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتے ہوئے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قوم بھی اللہ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتے ان کا احاطہ کرلیتے ہیں، (اللہ کی) رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے مقرب فرشتوں میں فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم)

فوائد: اس حدیث میں مطلقاً ذکر کی فضیلت ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حفظ وامان میں ہوتا ہے اور اللہ اس کا تذکرہ اپنے قریب والوں میں کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے اپنے بارے میں گمان کے مطابق ہوں، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ میرا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے تو میں بھی اپنے دل میں اس کو یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر کسی مجلس میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر ایسی مجلس میں کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہوتی ہے۔ (متفق علیہ)

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

خود حج کرنے سے پہلے والدین کو حج کرانا

میں حج کرنا چاہتا ہوں، پر میری امی ابو نے ابھی تک حج نہیں کیا، کیا پہلے ان کا حج ضروری ہے؟

الجواب و باللہ التوفیق

جو شخص حج کی استطاعت رکھتا ہو، اُس پر حج کرنا فرض ہوتا ہے، اگر اللہ نے آپ کو حج کی استطاعت عطا فرمادی ہے، تو حسب شرائط آپ کے لیے حج کرنا فرض ہوگا، آپ کے حج سے پہلے والدین کا حج کرنا ضروری نہیں ہے۔

دوران عدت حج کا سفر

کیا بیوہ عورت دوران عدت حج کا سفر کرسکتی ہے؟

الجواب و باللہ التوفیق

عورت کے لیے عدت کا ہونا بھی عذر ہے جس کی وجہ سے حج کو مؤخر کیا جاسکتا ہے اسی وجہ سے بیوہ عدت کے ایام مکمل ہونے کے بعد سفر کرے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

چندے کے پیسے سے حج کا سفر

ہم ایک آدمی کو چندوں کے پیسوں سے حج پر بھیجنا چاہتے ہیں، وہ آدمی کافی دنوں سے بچوں کو دینی تعلیم دے رہا ہے اور اپنی فیملی کے ساتھ کرایہ کے مکان میں رہتا ہے، اس کی مالی حالت ٹھیک نہیں ہے، کیا وہ اس صورت میں حج کرسکتا ہے؟

الجواب و باللہ التوفیق

چند افراد یا کوئی ایک فرد اپنی خوشی سے کسی نادار شخص کو اپنے خرچ پر حج کرانے کی ذمہ داری لے لے یا رقم عنایت کردے تو جائز ہے، نیت کے مطابق اس کو اجر وثواب ملے گا۔ اور رقم قبول کرنے سے اس نادار شخص پر حج فرض ہوجائے گا۔ البتہ اس شخص کو از خود چندہ کی اپیل نہیں کرنی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حالت احرام میں حجر اسود یا غلاف کعبہ کو بوسہ دینا یا چھونا

کیا حالت احرام میں حجر اسود کا یا کعبۃ اللہ کا طواف کے دوران بوسہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ کعبۃ اللہ پر اور غلاف پر عطر لگا ہوا رہتا ہے۔

الجواب و باللہ التوفیق

جو شخص حالت احرام میں ہو، اسے کسی ایسی چیز کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے، جس پر خوشبو لگی ہوئی ہو؛ اس لیے حجر اسود، یا کعبہ یا اس غلاف کو جس حصہ پر خوشبو لگائی گئی ہو، اسے نہ بوسہ لینا چاہیے اور نہ چھونا چاہیے؛ ورنہ حسب شرائط جزا واجب ہوجائے گی۔ "والتطیب وإن لم یقصده." (الدر المختار مع رد المحتار: ۴۹۶/۳)

ایک مرد کے ساتھ کئی محرم عورتوں کا سفر حج

کیا کسی مرد کے ساتھ بیک وقت ایک سے زائد محرم خواتین عمرہ کیلئے جاسکتی ہیں؟ اس طرح پر کہ ایک والدہ اور دو پھوپھی ہوں؟

الجواب و باللہ التوفیق

جی ہاں! ایک مرد کے ساتھ اس کی چند محرم خواتین عمرہ کے لیے جاسکتی ہیں، لہذا بیٹے کے ساتھ والدہ اور اس کی دو پھوپھیاں عمرے میں جاسکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دوران طواف تھک کر بیٹھ جانا

کیا طواف کے دوران بیچ بیچ میں یا ہر چکر کے مکمل ہونے پر تھکن کی وجہ سے بیٹھ کر تھوڑا آرام کرکے طواف مکمل کرسکتے ہیں؟ یا مسلسل بنا رکے ساتوں چکر پورے کرنے ضروری ہیں؟

الجواب و باللہ التوفیق

فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ طواف میں آدمی کو باوقار طریقے پر چلنا چاہیے، کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے، جس میں طواف کی بے اہمیتی ظاہر ہو، لہذا صورت مسئولہ میں بہتر یہی ہے کہ ساتوں چکر مسلسل پورے کیے جائیں، درمیان میں ٹھہر ٹھہر کر طواف نہ کیا جائے؛ لیکن یہ کوئی واجب درجہ کا حکم نہیں ہے کہ اس کی خلاف ورزی سے دم یا صدقہ واجب ہو، لہذا اگر کوئی درمیان میں تھوڑی دیر ٹھہر کر سستا لے، تو اس کی گنجائش ہے اور اگر کوئی عذر ہو، تو درمیان میں کچھ دیر رکنے میں مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حج میں حلق نہیں کرایا تو کیا کرے

میرا سوال یہ ہے کہ حج میں حلق نہیں کیا تو اس کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ براہ کرم دلیل کے ساتھ جواب دیں۔

الجواب و باللہ التوفیق

اگر حاجی ابھی مکہ المکرمہ میں ہی ہو اور ایام نحر بھی باقی ہوں، تو حلق کرلے یا کرالے اور ایسی صورت میں تاخیر ہونے کی وجہ سے کوئی دم وغیرہ واجب نہیں، اگر ایام نحر گذر جانے کے بعد حلق کرائے گا، تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر ایام نحر بھی گذر گئے اور حرم سے باہر آگیا اور پھر حلق کرایا تو دو دم واجب ہوگئے، اور حلق کرالینے پر بہرحال حلال ہوجائے گا۔

وفي الدر المختار أو حلق في حل بحج في أیام النحر فلو بعدها فدمان اه قوله (فدمان) دم للمكان ودم للزمان ۰ ط قوله: (لاختصاص الحلق) أي لهما بالحرم وللحج في أیام النحر ۰ ط اه)باب الجنایات في كتاب الحج من رد المحتار: ۵۱۹/۳) (بحوالہ دار الافتاء دار العلوم دیوبند)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 24 مورخہ ۲۰؍شوال ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۴؍جون ۲۰۱۹ء روز سوموار

مدارس اسلامیہ کا نیا تعلیمی سال

پورے ہندوستان میں پھیلے مدارس اسلامیہ کا تعلیمی سال شوال سے شروع ہوکر رجب میں اختتام پذیر ہوتا ہے، شعبان کے پہلے عشرہ میں طلبہ امتحان سے فارغ ہوکر رمضان المبارک کی لمبی تعطیل گذارنے عموماً گھر چلے جاتے ہیں، پھر شوال آتا ہے اور مدارس میں تعلیمی، دعوتی، تربیتی اور تبلیغی سرگرمیاں شروع ہوجاتی ہیں اور ذمہ داران مدارس طلبہ وطالبات کے مستقبل کو بنانے، سنوارنے اور ان کے اندر علمی صلاحیت اجاگر کرنے کے لیے شب وروز محنت کرتے ہیں، یہ کوشش عنداللہ مقبول اور عندالناس مشکور ہے۔

مدارس اسلامیہ کی کثرت اور ان کی کارکردگی پر سوالات اٹھانے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ یہاں اساتذہ ''قوت لایموت'' اور برائے نام اجرت پر کام کرتے ہیں، ان کی ساری توجہ اجر خداوندی کے حصول پر ہوتی ہے، اگر یہ مدارس ومکاتب کی خدمات چھوڑ کر معاش کے دوسرے ذرائع اختیار کریں تو دوسروں سے کہیں آگے نکل جائیں، لیکن انہوں نے دینی تعلیم کے فروغ اور قال اللہ وقال الرسول سمجھانے اور پڑھانے کے لیے اپنے کو وقف کر رکھا ہے، ان کی وجہ سے مدارس ہی نہیں، مساجد کے منبر ومحراب بھی آباد وشاداب ہیں۔ نگاہ ان کی مجموعی کارکردگی پر رکھنی چاہیے، دوچار غیر ذمہ دارانہ لوگوں کی حرکات وسکنات کو سامنے رکھ کر مدارس کے حوالہ سے جو لوگ اوراق سیاہ کرتے ہیں اور اس کے خلاف عوام کا ذہن بنانے میں لگے ہیں، وہ غلطی پر ہیں، انہیں ان اداروں کی چمن بندی اور ان میں رنگارنگ کے پھول نظر نہیں آتے، کانٹوں پر ہی جاکر نظر ٹکتی ہے، اس معاملہ میں قصور زاویہ نظر کا بھی ہوسکتا ہے۔

البتہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ ہمارا جو تعلیمی وتربیتی نظام ہے، اس کو خوب سے خوب تر بنانے کی فکر ہمیشہ کرتے رہنی چاہیے، اس سلسلے میں ابتدائی مراحل میں تحریر، املانویسی اور خوش خطی پر خصوصی توجہ دینی چاہیے، دیکھا یہ جاتا ہے کہ صلاحیت تو اچھی ہوتی ہے لیکن بدخطی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ پڑھنا مشکل ہوجاتا ہے، حضرت امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم اس پر بہت زور دیتے ہیں، اسی وجہ سے جامعہ رحمانی مونگیر میں پڑھنے والے اور وہاں کے فارغین کی تحریریں عام طور پر اچھی اور خوش نما ہوتی ہیں، امتحان میں نمبرات کے حصول کے لیے بھی یہ ضروری ہے، اس لیے اس سے صرف نظر نہیں کرنا چاہیے اور ممکن ہو تو کسی اچھے خوش خط استاذ کے ذمہ یہ کام کرنا چاہیے کہ وہ طلبہ کو خوبصورت انداز میں لکھنا سکھائیں۔ نحو وصرف اور دوسرے فنون کی تدریس کے لیے بلیک بورڈ وغیرہ کا استعمال کیا جائے، تجربہ بتاتا ہے کہ آلۂ تدریس کے استعمال سے طلبہ کی پوری توجہ درس پر مرکوز ہوتی ہے اور وہ سبق آسانی سے سمجھ لیتے ہیں، ہمارے یہاں مدارس میں ''آلہ ضرب'' کا استعمال تو بے محابا ہوتا ہے، ''آلۂ تدریس'' سے عموماً صرف نظر کرلیا جاتا ہے۔

اسی طرح ہم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ پریکٹیکل، عملی تدریس صرف سائنسی علوم کے لیے ہے، یہ سوچ صحیح نہیں ہے، مدارس اسلامیہ میں وضو، نماز کی عملی مشق کے ساتھ اوقات صلوٰۃ کو سمجھانے کے لیے صبح صادق، صبح کاذب، فی اصلی، زوال شمس، شفق ابیض واحمر کا مشاہدہ اور بیع وشرا کے مسائل کی عملی مشق ضرور کرانی چاہیے؛ تاکہ ان چیزوں کا ادراک پورے طور پر طلبہ کو ہوسکے۔

طریقۂ تدریس میں یہ بات بھی انتہائی اہم ہے کہ مطالعہ کے ساتھ ساتھ ''لیسن پلان''، یعنی تدریس کی پوری منصوبہ بندی کی جائے، کیا بتانا ہے؟ کتنا بتانا ہے؟ کیا سوالات کرنے ہیں؟ اور کس طرح پچھلے سبق کی مناسبت سے بچوں کے علم میں اضافہ کرنا ہے، یہ سارا کچھ تدریس کی منصوبہ بندی سے حاصل کیا جاسکتا ہے، عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ گھنٹی ختم ہونے کے بعد بھی سبق ختم نہیں ہوتا اور اگلی گھنٹی سے متعلق استاذ برآمدہ میں گھومتا رہتا ہے کہ وہ نکلیں تو یہ داخل ہوں، منصوبہ بندی نہ کرنے کا ہی نتیجہ ہے، ہمیں معلوم ہے کہ گھنٹی پینتالیس یا پچاس منٹ کی ہے تو اسی اعتبار سے تیار ہوکر درس کے لیے جانا چاہیے، تاکہ دوسرے استاذ کا وقت لینے کی نوبت نہیں آئے۔ یقیناً پڑھانے کے پہلے مطالعہ کا جو مزاج مدارس اسلامیہ کے اساتذہ میں ملتا ہے اور طلبہ میں سبق دہرانے کی جو روایت ''تکرار'' کے نام سے مدارس میں رائج ہے اس کی کوئی دوسری نظیر عصری درسگاہوں میں دیکھنے کو نہیں ملتی، البتہ اسے مزید بہتر بنانے کے لیے سبق کی کم از کم ذہنی منصوبہ بندی بھی ضروری ہے۔

امتحانات ششماہی ہوں یا سالانہ، بعض ضروری قواعد کے حفظ کے علاوہ امتحان عبارت فہمی، اخذ مفاہیم ومطالب اور مسئلہ تک پہونچنے کا لیا جائے، یادداشت اور حافظہ کا نہیں، کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو عبارت حل نہیں ہوتی ہے اور جو مشکل نظر آتی ہے، اسے سوالات کا جز بنا دیا جاتا ہے، یہ طریقہ درست نہیں ہے، اس سے طلبہ نفسیاتی طور پر کمزور ہوجاتے ہیں اور تعلیم سے ان کی رغبت کم ہوتی ہے۔

تدریس کو مفید بنانے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ کتاب کی عبارت سمجھانے کے ساتھ فن کی تعلیم دی جائے اور ہوم ورک اور مشق وتمرین پر توجہ صرف کی جائے؛ تاکہ کسی بھی کتاب میں ان چیزوں کا ذکر آئے تو طلبہ کا ذہن آسانی سے اس طرف منتقل ہوجائے۔

جو کمزور لڑکے ہیں، ان پر خصوصی نگاہ رکھی جائے، اور ان کی حوصلہ افزائی کرکے فارغ وقت میں ان پر محنت کرکے کام کا بنایا جائے کیوں کہ اللہ رب العزت طلبہ کی تعداد اور درجات کے بارے میں نہیں پوچھیں گے یہ ضرور پوچھیں گے کہ جس کو رکھا تھا اسے کام کا کیوں نہیں بنایا۔

تعلیم کے ساتھ تربیت ہمارے یہاں نصاب کا جز ہے، اس لیے کسی بھی حال میں اس سے صرف نظر نہ کیا جائے، اعلیٰ اخلاقی اقدار جو شریعت اسلامیہ کا جز ولاینفک ہے، اسکو طلبہ کے ذہن ودماغ میں راسخ کیا جائے، نصابی تدریس کے علاوہ سیرت پاک کے واقعات پڑھانے اور سنانے کا اہتمام کیا جائے، کیوں کہ سیرت پاک کے واقعات میں اعلیٰ اخلاقی اقدار کے بہترین نمونے موجود ہیں، سنتوں کی پابندی کو لازم قرار دیا جائے۔ سورۃ یٰسین کی تلاوت اور بعد نماز عشا سورۃ واقعہ اور سورۃ ملک کی تلاوت کا نظام قائم کیا جائے، تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز باجماعت کے اہتمام میں اساتذہ اور طلبہ سستی نہ کریں۔ ہر عمل کے لیے جو دعاء ماثورہ احادیث میں مذکور ہیں، انہیں یاد کرانے کی طرف توجہ دی جائے۔

دعوت وتبلیغ کا جو طریقہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے رائج کیا ہے، تجربہ سے اس کی اہمیت وافادیت مسلم ہے، اس نسبت سے علاقہ میں جو جماعت آئے اس کی نصرت کی جائے اور بغیر تعلیمی نقصان کے اس ترتیب کو رائج کرنا ممکن ہو تو اسے مدارس میں رائج کیا جائے، اسی طرح علاقہ میں کسی بڑے عالم کی آمد پر انہیں مدرسہ میں آنے کی دعوت دی جائے اور طلبہ واساتذہ کو ان سے مستفیض ہونے کا موقع فراہم کرایا جائے اور مدرسہ کی ترقی کے لیے ان سے دعا کی درخواست کی جائے، گاؤں سے روابط مضبوط کیے جائیں اور ایسی آبادی جہاں معاشی پس ماندگی ہے اور وہاں مکاتب کا نظام نہیں ہے؛ اس کے لیے جزوی تعاون کرکے وہاں کے دینی اور تعلیمی ماحول کو سازگار بنایا جائے، اس سے مدرسہ کا مالی فائدہ بھی ہوگا، اور ہم اپنی ذمہ داری سے سبکدوش بھی ہوسکیں گے، ممکن ہو تو علاقہ کے علماء کا اجتماع بھی سال میں ایک دو بار کرایا جائے، اس سے کام کے استحکام میں مدد ملے گی اور رفیقانہ جذبات واحساسات پروان چڑھیں گے، مدارس کے اساتذہ کا علاقہ کی مساجد میں جمعہ کے خطاب کا بھی نظام بنایا جائے اور جن کے لیے جمعہ کی فرصت کا استعمال ذاتی کاموں کے لیے ضروری نہ ہو وہ ہر ہفتہ الگ الگ گاؤں میں جاکر خطاب کریں، اس سے ادارہ کا رابطہ بھی مضبوط ہوگا اور ہم دعوتی ذمہ داریوں سے بھی سبکدوش ہوسکیں گے۔

مغربی بنگال۔ صدر راج کے لیے زمین تیار

لوک سبھا انتخاب میں بی جے پی کو مغربی بنگال میں بڑی کامیابی ملی ممتا بنرجی کی ترنمول کانگریس بی جے پی کے بڑھتے قدم کو روکنے میں ناکام رہی، اس کے بعد سے ہی مرکزی حکومت وہاں صدر راج نافذ کرنے کے بہانے تلاش رہی ہے، سب سے پہلے وزارت داخلہ نے مغربی بنگال میں سیاسی تشدد کے بڑھتے واقعات پر ریاستی حکومت سے رپورٹ طلب کی، اسی درمیان ایک ہوسپٹل میں مریض کی موت کے بعد تیمارداروں نے ڈاکٹر کو زدوکوب کردیا، ممتا بنرجی نے اس پر کوئی قدم نہیں اٹھایا، نتیجہ یہ ہوا کہ بڑی تعداد میں ڈاکٹروں نے استعفیٰ دے دیا، گفت وشنید کے لیے بلانے پر جونیر ڈاکٹروں نے میٹنگ میں جانے سے انکار کردیا، حالات نازک ہوتے چلے گیے ڈاکٹروں نے مغربی بنگال میں ہڑتال کیا، اسپتال سے مریضوں کا جنازہ نکلتا رہا اور ڈاکٹر اپنے مطالبہ پر جمے رہے، پھر پورے ملک میں ڈاکٹروں نے علامتی ہڑتال کردیا، اور مرکزی حکومت نے قانون کی حکمرانی ختم ہونے کے حوالہ سے دوبارہ ریاستی حکومت سے رپورٹ طلب کرلیا، دس، بیس دن کے اندر مرکزی حکومت کے ذریعہ دو دو بار رپورٹ طلبی ایک سنگین معاملہ ہے، اندازہ ہے کہ ہفتہ عشرہ میں سیاسی تشدد کو مزید بھڑکایا جائے گا، گو ڈاکٹروں کی ساری مانگیں ممتا بنرجی نے مان لی ہے، لیکن حالات ایسے بنائے جائیں گے کہ ممتا بے بس ہوجائے اور بالآخر لاقانونیت کا سہارا لے کر ایک منتخب حکومت کو معطل یا برطرف کرکے صدر راج لگا دیا جائے گا، صدر راج کا مطلب عموماً گورنر کے توسط سے صدر کی بالادستی ہوتی ہے، لیکن یہ صرف دکھاوے کا ہوتا ہے، صدر راج کا مطلب ہے وزیر داخلہ امیت شاہ کی حکمرانی، پھر امیت شاہ چونکہ اپنے حریفوں کو ذلیل اور سزا دینے پر یقین رکھتے ہیں، اس لیے ممتا بنرجی پر مختلف مقدمات کھڑے کرکے ان کی سیاسی موت کا سامان کرلیا جائے گا، ممتا بنرجی کہتی ہیں کہ میں موت سے نہیں ڈرتی، موت مجھ سے ڈرتی ہے، یہ بات جسمانی موت کے بارے میں قدرے صحیح ہوسکتی ہے، لیکن سیاسی موت تو کوئی بھی سیاست داں برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوتا، آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

پنشن منصوبہ

بہار ریاستی حکومت نے ضعیف العمری پنشن دینے کا فیصلہ یکم مارچ سے کیا ہے، ضعیف العمری پنشن منصوبہ پہلے سے لاگو ہے، لیکن یہ صرف خط افلاس سے نیچے (بی پی ال) والوں کے لیے تھا، نئے منصوبے میں یہ قید ہٹا کر سب کے لیے اسے نافذ کرنے کا آغاز کردیا گیا ہے، اب اس منصوبہ کا فائدہ ان تمام لوگوں کو ملے گا جو ساٹھ سال سے اوپر ہوں اور انہیں سرکار کی طرف سے کوئی پنشن یا تنخواہ نہ مل رہی ہو، اس منصوبہ سے متعلق درخواست آن لائن دینے کی بھی سہولت ہے، جس کی وجہ سے دفاتر کے چکر کاٹنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، ریاست میں چھتیس لاکھ لوگ ایسے ہیں جنہیں اس منصوبہ کا فائدہ پہونچے گا اور ریاستی حکومت سالانہ اس منصوبہ پر اٹھارہ سو کروڑ روپے خرچ کرے گی، رواں مالی سال میں اب تک دو لاکھ درخواستیں آئی تھیں، جس کی تصدیق کرکے ایک لاکھ پینتیس ہزار نو سو اٹھائیس لوگوں کے کھاتے میں ابتدائی مرحلہ میں وزیر اعلیٰ نے رقم ٹرانسفر کرکے آغاز کردیا ہے، ریاستی حکومت کا یہ ایک قابل تعریف قدم ہے، اس سے ضعیف العمر لوگ اپنے کو بے سہارا نہیں محسوس کریں گے۔

یادوں کے چراغ

حضرت مولانا افتخار الحسن کاندھلویؒ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

عارف باللہ، نمونۂ اسلام، داعی کبیر، مفسر قرآن، ماہر عملیات، ندوۃ العلماء اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی مجلس شوریٰ کے رکن، خلیفۂ اجل حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کا انتقال پر ملال ۲؍جون ۲۰۱۹ء مطابق ۲۷؍رمضان ۱۴۴۰ھ بروز اتوار پونے چھ بجے شام ہوگیا، ان کی عمر سو سال کے قریب تھی، حضرت مولانا افتخار الحسن کاندھلوی انتقال کے وقت وہ اپنے گھر پر ہی مقیم تھے، ایک سال سے صاحب فراش تھے، آخری ایک ہفتہ میں کھانا پینا چھوٹ گیا تھا، عام دیدار کے لئے جنازہ ان کے قائم کردہ مدرسہ سلیمانیہ میں رکھا گیا، جہاں دور دراز سے حضرت کے مریدین، معتقدین اور متوسلین نے حضرت کا آخری دیدار کیا، جنازہ کی نماز ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں دوسرے دن ۸؍ بجے صبح حضرت کے خلیفہ مولانا سعد کاندھلوی مرکز مرکز حضرت نظام الدین دہلی نے پڑھائی اور عیدگاہ کے قریب واقع آبائی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی،

مولانا کے پس ماندگان میں سات اولاد ہیں جن میں تین صاحبزادگان اور چار صاحب زادیاں ہیں، مشہور محقق مولانا نور الحق راشد کاندھلوی مولانا کے بڑے صاحب زادہ اور جانشیں ہیں، مفتی الٰہی بخش کے خاندان کے اس گل سرسبد کو اللہ رب العزت نے طویل عمر عطا فرمائی، لیکن عمر جتنی بھی ہو عالم کی موت سے عالم کی موت ہوجاتی ہے اور بچھڑنے کا غم اس پر مستزاد۔

حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن بن رؤف الحسن بن ضیاء الحسن بن محمد صادق بن نور الحسن بن ابوالحسن بن مفتی الٰہی بخش (۱۲۴۵ـ۱۱۶۲) کی ولادت ۱۰؍جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۰؍جنوری ۱۹۲۲ء کو مشہور قول کے مطابق کاندھلہ میں ہوئی، چونکہ والد مولانا رؤف الحسن ایک زمانہ تک مظفر نگر میں مقیم رہے، اس لیے بعضوں کا قول مظفر نگر کا بھی ہے۔

مولانا کے والد نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کیں، مولانا موصوف دوسری اہلیہ سے تھے، رشتہ کے اعتبار سے مولانا بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب اور حضرت شیخ زکریاؒ کے برادر نسبتی تھے، مولانا کے بڑے بھائی مولانا اظہار الحسن صاحب کا شمار بھی دین کے بڑے داعی اور مبلغ میں تھا۔

آپ نے تعلیم کی تکمیل مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور سے ۱۹۴۸ء میں کی، اس کے قبل ۱۹۴۷ء میں حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ سے انہیں اجازت وخلافت حاصل ہوچکی تھی، خانقاہ رائے پور میں آپ ''صوفی جی'' کے لقب سے متعارف تھے، یہ لقب انہیں ان کے مرشد نے عطا فرمایا تھا، جو مشہور خاص وعام ہوگیا، حضرت شیخ زکریاؒ نے بھی اپنی آپ بیتی میں صوفی افتخار کے نام سے ہی ذکر کیا ہے، دعوت وتبلیغ کی سرگرمیوں کے ساتھ آپ کی دلچسپی کا خاص موضوع تفسیر قرآن تھا، باون سالوں تک آپ نے اپنے محلہ اور کاندھلہ کی جامع مسجد میں تفسیر قرآن بیان کیا، اس درمیان پانچ دور مکمل کیے، سورۃ بقرہ کی صرف نو دن کی تقریر کا مجموعہ ''تقاریر تفسیر قرآن'' کے نام سے مطبوعہ ہے۔

مولانا مرحوم سے میری صرف ایک ملاقات تھی، جب مظفر نگر میں فساد ہوا تھا اور امارت شرعیہ کی ٹیم وہاں ریلیف لے کر پہونچی تھی تو کاندھلہ بھی جانا ہوا تھا، وہیں ایک دن شام میں ان سے ان کے مدرسہ پر ملاقات ہوئی تھی، اس وقت بھی وہ وہیل چیر سے لائے گیے تھے، چہرہ اتنا نورانی تھا کہ نظر دیر تک نہیں ٹکتی تھی، دعوت وتبلیغ کے حوالہ سے گفتگو ہوتی رہی اور مسلمانوں کی حالت زار کا مرثیہ پڑھا جاتا رہا، میں نے ریلیف کیمپ کی کارگذاری بتائی اور بتایا کہ مختلف کیمپوں میں دیہات سے جو مسلمان آکر فروکش ہیں، وہ دین سے دور ہی نہیں، کلمہ وغیرہ سے بھی ناواقف ہیں، میں نے کہا کہ یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ دعوت وتبلیغ کے بڑے مرکز کاندھلہ کے اردگرد کی یہ حالت ہے، مولانا نے افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا کہ چراغ تلے اندھیرا اسی کو کہتے ہیں، میں نے تجویز رکھی کہ اس علاقہ میں جتنی جماعتیں کام کررہی ہیں، ان کا رخ کیمپوں کی طرف کروادیا جائے خصوصاً تین روزہ والی جماعت کو اس کام پر مامور کیا جائے کہ وہ کیمپوں میں پناہ گذیں افراد کے کلمہ اور نماز کی درستگی پر محنت کریں، چنانچہ ایسا ہی ہوا ان کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے ہم لوگ کام کرتے رہے گدہ، چادر، لالٹین وغیرہ کی فراہمی کرائی گئی اور تبلیغی جماعت کے احباب نے اپنی ساری توجہ بنیادی دینی تعلیم دینے پر صرف کی کیمپ کئی مہینے تک باقی رہا، اس طرح اس محنت کا بہت فائدہ ہوا، ایمان کی پختگی کے بعد ان کے اندر کفر کا خوف ختم ہوا اور وہ اپنے گھروں کو لوٹ سکے۔

اس ایک ملاقات کے علاوہ کوئی دوسری ملاقات مجھے یاد نہیں، اس سفر میں مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی صاحب کے مرکز تحقیق کو بھی دیکھنے کا موقع ملا تھا، نایاب قلمی نسخے اور نوادرات سے بھرپور اس مرکز کو مولانا راشد صاحب نے خود گھمایا اور دکھایا تھا۔

اسی زمانہ سے مولانا مفتی افتخار الحق صاحب کی شبیہ آنکھ میں بس گئی تھی، جب ان کے انتقال کی خبر ملی تو سب کچھ تازہ ہوگیا، وہ کئی ہزار حدیثوں کے حافظ بھی تھے، بتانے والے بتاتے ہیں کہ وہ بلا تکلف سند کے ساتھ احادیث پڑھتے چلے جاتے تھے، ان کے کام کا میدان ہریانہ وغیرہ کے وہ علاقے تھے جو بدعات وخرافات میں ڈوبے ہوئے تھے، جماعت کی لائن سے ان کو جوڑ کر مولانا نے بڑا کارنہیں کارنامہ انجام دیا تھا، وہ اپنے سلف کے سچے جانشیں تھے، پوری زندگی اس طرح گزاردی اور طاب حیاو مات طیبا کے صحیح مصداق بنے۔

بقیہ ثمرة الاوزان..... البتہ کمپوزنگ کی سٹنگ ان دونوں کتابوں کی کسی اور ڈیزائنر اور فنکار سے کرا لیتے تو اندرونی صفحات کی خوبصوری اور بڑھ جاتی، مصنف دونوں کتاب کی تصنیف کے لیے ہم سب کی جانب سے شکریہ کے مستحق ہیں، اللہ رب العزت جزائے خیر عطا فرمائے۔

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

ثمرة المیراث

: ایڈیٹر کے قلم سے

حضرت مولانا ثمیر الدین قاسمی بہار کی زرخیز زمین سے اٹھے نامور علمی سپوت ہیں، آبائی وطن بھاگلپور ہے، لیکن عرصہ دراز سے بود وباش مانچسٹر یوکے میں ہے، پورے برطانیہ بلکہ علمی دنیا میں وہ ماہر ہیئت داں اور ماہر فلکیات کی حیثیت سے مشہور ومعروف ہیں، برطانیہ میں اوقات اور رویت ہلال کے حوالہ سے ان کی تحقیق پر تو اعتماد کیا ہی جاتا ہے، ہندوستان میں بھی رویت ہلال کے حوالہ سے ثمیری کلنڈر کے مندرجات عام طور سے درست پائے گئے ہیں، اس لیے یہاں بھی ان کی تحقیق پر لوگ بھروسہ کرتے ہیں، فیصلہ تو رویت ہی پر ہوتا ہے، لیکن ان کی تحقیق کا مطالعہ بھی ہم لوگ ضروری سمجھتے ہیں، مولانا ثمیر الدین صاحب قاسمی کا علم دوسرے علوم وفنون میں بھی پختہ ہے، اثمار الہدایہ علی الہدایۃ الشرح الثمیری علی المختصر القدوری، ثمر النجاح علی نور الایضاح، ثمرة الفقہ، ثمرة العقائد، سائنس اور قرآن، فلکیات جدیدہ، حاشیہ سفینۃ البلغاء، شرح سفینہ البلغاء اور ثمیر العقائد جیسی کتابوں میں ان کا علم جھلکتا نہیں چھلکتا ہے۔

ثمرة المیراث مولانا موصوف کی ایک سو ساٹھ صفحات پر مشتمل مختصر مگر جامع کتاب ہے، سراجی کی نقل نہیں، بلکہ اس کا خلاصہ، نچوڑ ہے اور بالکل نئے انداز میں ہے، اس کتاب کی روشنی میں کلکولیٹر کی مدد سے دو منٹ میں وراثت کی تقسیم اور دس منٹ میں پورا مناسخہ حل کیا جاسکتا ہے، ایسا مصنف کا دعویٰ ہے، مجھے اس میں بڑی حد تک صداقت نظر آئی، اس لیے کہ تقسیم کے لیے جو اصول مرتب کیے گیے ہیں وہ انتہائی سادہ ہیں۔

اس میں درج طریقہ کار کے مطابق تصحیح، توافق، تداخل، تباین وغیرہ میں سرکھپانے کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی، سارے حصص فی صد میں تقسیم ہوتے ہیں، اس لیے تصحیح وغیرہ کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی، مصنف نے وراثت تقسیم کرنے کے چار طریقے ذکر کرکے بتایا ہے کہ ان کو سمجھ لیں۔ کتاب میں عصبات، ذوی الارحام، حجب، حرمان، حجب نقصان، موانع ارث اور تقسیم وراثت سے قبل کے مراحل پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے، کتاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ سارے دلائل نص قرآنی اور احادیث نبوی سے لیے گیے ہیں، جس کی وجہ سے یہ کتاب ان لوگوں کے لیے بھی مفید ہوگئی ہے جو فقہی عبارات پیش کرنے پر ناک بھوں چڑھانے کے عادی ہیں۔

مصنف نے خود ہی اس کتاب کی خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کتاب سے عام آدمی بھی اپنے خاندان کی وراثت تقسیم کرسکتا ہے، اس کتاب میں درج عام حساب کے سات سوال، رد اور عول کے تین، تین سوال، مناسخہ کے دو سوال، چودہ وارثوں کے احوال کی جو تفصیلات ذکر کی گئی ہیں اس سے یہ کام بہت آسان ہوگیا ہے، لیکن مصنف کو اس کا احساس ہے کہ چوں کہ یہ کتاب بالکل نئے انداز کی ہے، اس لیے اس میں غلطی کا کافی امکان ہے، اہل علم غلطیوں کی نشان دہی کریں تو وہ ممنون ومشکور ہوں گے۔

اس کتاب کو مکتبہ ثمیر مانچسٹر انگلینڈ نے شائع کیا ہے، ہندوستان میں ملنے کا پتہ درج نہیں ہے، اسی طرح قیمت کا بھی ذکر نہیں کیا گیا ہے، اس کا مطلب ہے کہ مفت بھی مل سکتی ہے، مگر منگانا انگلینڈ سے پڑے گا، پتہ درج ذیل ہے۔ 70 Stamford Street, Old Trafford, Manchester England-M169LL

ثمرة الاوزان

حضرت مولانا ثمیر الدین قاسمی کی یہ دوسری کتاب ہے، اس کتاب میں مثقال، قیراط، دینار، درہم، رطل، صاع، وسق کی شرعی تحقیق کے ساتھ ان تمام کو موجودہ مروجہ انگریزی اوزان میں تبدیل کرکے دکھایا گیا ہے، اور پھر ان اوزان کی روشنی میں بتایا ہے کہ سونا اور چاندی میں کتنی زکوۃ واجب ہوگی، صدقۃ الفطر کی مقدار آج کے اوزان میں کیا ہے، تیس روزے کا فدیہ کتنا ہوسکتا ہے، عشر اور مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے، کتنے میل پر نماز قصر کی جائے گی، دہ در دہ حوض کتنا لمبا چوڑا ہوگا، گول چیز اور زمین کے ناپنے کا طریقہ کیا ہے، انگریزی میل اور شرعی میل میں کتنا فرق ہے؟

یہ کتاب قدیم اوزان کے ساتھ جدید اوزان کو سمجھنے اور مروجہ اوزان میں عشر وخراج، صدقہ فطر اور فدیہ وغیرہ کی ادائیگی کے لیے انتہائی مفید ہے، فقہ کی درس وتدریس سے وابستہ لوگوں کو اسے ضرور بالضرور دیکھنا چاہیے، اس سے ان اوزان کی حقیقت کو سمجھنا آسان ہوگا، اوزان کے سلسلے میں جہاں جہاں احادیث یا صحابہ کرام کا کوئی قول ملا اس کو بھی اس کتاب میں درج کردیا ہے تا کہ بات نص سے مدلل اور پختہ ہوجائے، عمومی حوالہ درمختار کا ذکر کیا ہے کیوں کہ احناف کے یہاں اس کے حوالہ دینے کا معمول رہا ہے، اس کے خلاف کوئی رائے ملی تو اسے بھی نقل کردیا ہے، لیکن یہ نقل برائے نقل ہی ہے، اس پر تحقیق کی بنیاد نہیں رکھی گئی ہے، ہر وزن کے لیے پوری فہرست دی ہے اور خانہ بنا کر اسے سمجھانے کی کوشش کی ہے، مروجہ فتاویٰ سے اگر انہیں اختلاف ہے تو واضح کردیا ہے، نصف صاع کے بارے میں احسن الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ ایک صاع 3.538 کا ہوتا ہے اور نصف صاع 1.769 کا قرار دیا ہے، مولانا ثمیر الدین صاحب نے لکھا ہے کہ ان کا آدھا صاع درمختار کے آدھے صاع سے 177 گرام بڑا ہے، البتہ انہوں نے یہ صاع جو کے لیے قرار دیا ہے، اس طرح کی تحقیقات جا بجا مصنف نے پیش کیا ہے جو غور وفکر کے دروازے وا کرتی ہے، کتاب پر قیمت درج نہیں ہے، منگوانے کے لیے اوپر درج پتہ پر لکھا جاسکتا ہے۔ دونوں کتاب کی کمپوزنگ مولانا نے خود ہی کیا ہے، پروف پر بھی خاصی محنت کی ہے اس لیے تقریباً اغلاط سے پاک ہے۔ (بقیہ پچھلے کالم میں)

حرمین شریفین کے سفر کی مختصر روداد

بدر الحسن قاسمی کویت

یوں تو حرمین شریفین کا ہر سفر ہر زمانہ میں نئی نئی علمی ''فتوحات'' اور روحانی ''فیوض'' کا سرچشمہ رہا ہے جس کا اندازہ دنیا کی مختلف زبانوں میں لکھے جانے والے ان سفرناموں سے ہوتا ہے جو زائرین حرم کے قلم سے نکلے ہیں، قلبی واردات وروحانی الہامات وانکشافات ان کے علاوہ ہیں جو بڑے اونچے مقام کے لوگوں کو ہوتے رہے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی ''فیوض الحرمین'' کے مندرجات تو خاص لوگوں کی سمجھ سے بھی بعض دفعہ بالاتر ہوتے ہیں اور ''فتوحات مکیہ'' میں تو بہت سی باتیں ''شطحات'' تک پہنچ جاتی ہیں جن پر حضرت مجدد الف ثانی کی رگ حمیت پھڑکتی اور وہ چیلنج کے انداز پر کہنے لگتے ہیں کہ ''نصوص'' کے مقابلہ میں ''فصوص'' اور ''فتوحات مدنیہ'' کے مقابلہ ''فتوحات مکیہ'' ہمیں ہرگز گوارا نہیں اور اپنے استاذ گرامی فقیہ امت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کی نصیحت کے مطابق اپنا ذہن تو نہ کسی کی تکفیر وتفسیق کا ہے اور نہ شرعی نصوص سے دوراز کار خواطر وواردات کی تائید کا بلکہ بقول حضرت مفتی صاحبؒ ''کلام العشاق یطویٰ ولا یرویٰ'' پر عمل میں راحت ہے، تاکہ شریعت کی عظمت اور اس حدود کی پاس داری بھی رہے اور کیفیات سے سرشار اور اپنے احوال سے مغلوب لوگوں کی باتیں شرعی حدود کو توڑنے کا باعث بھی نہ بنیں۔ نہ ہم گزرے ہوئے لوگوں کو کافر کہنے کے مکلف ہیں اور نہ ان کی بظاہر بے تکی باتوں کے ماننے پر مجبور، ہر ایسی چیز جس سے گمراہی پھیلنے کا اندیشہ ہو اس سے خود باز رہنے اور دوسروں کو دور رکھنے کی کوشش ہمارا منصبی فریضہ ہے۔

بہرکیف ہم تو جدید ٹکنالوجی اور سائنسی تحقیقات وایجادات کے زمانہ میں سانس لے رہے ہیں اور مکہ مکرمہ میں بھی ایک طرف ''خانہ کعبہ'' کے ایمان افزوں روحانی نظارے ہیں تو دوسری طرف مسجد حرام کے اردگرد بلکہ اب پورا مکہ شہر ہی اپنی فلک بوس عمارتوں اور اسمارٹ بلڈنگوں کی وجہ سے دنیا کے کسی بھی مرکزی شہر سے اپنی ظاہری ترقی اور رعنائی میں بھی پیچھے نظر نہیں آتا، اور مزید آگے بڑھنے کی راہ پر گامزن ہے۔ مثال کے طور پر ''مکہ مکرمہ'' کی ''کلاک ٹاور'' بلڈنگ اور اس میں قائم دنیا کی سب سے بڑی گھڑی اور چار منزلوں میں پھیلا ہوا میوزیم موجودہ زمانہ کے ان کارناموں اور ''فتوحات'' میں سے ہے جن کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔

رمضان المبارک کے عشرہ اواخر میں منعقد ہونے والی رابطہ عالم اسلامی کی عالمی کانفرنس نے یہ موقع بھی فراہم کردیا کہ شرکائے کانفرنس کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ سابق خادم حرمین شریفین ملک عبداللہ بن عبدالعزیز کے عہد میں پایۂ تکمیل کو پہنچنے والے اس عجیب وغریب شاہکار کا صرف بیرونی نظارہ ہی نہ کیا جائے بلکہ اندرونی سیر بھی کی جائے اور اس کے چار منزلوں میں پھیلے ہوئے میوزیم کو قریب سے دیکھا جائے اور کہکشانی نظام اور اس میں بکھرے ہوئے ماہ وانجم کا مشاہدہ کیا جائے اور سورج کی تپش اور اس کے سراج وہاج ہونے کی کیفیت میں قدرت کی نشانیوں کو قریب سے دیکھا اور محسوس کیا جائے۔ نظام شمسی کی قدرتی ساخت اور کہکشانی نظام کی وسعت اور آفاق کی پہنائیوں کا جائزہ لیا جائے اور چاند سورج زحل اور عطارد کے مواقع کا اندازہ لگایا جائے اور ہزاروں لاکھوں ضوئی سالوں کی دوری پر قدرت کی صنعت گری کے جلووں کو دیکھ کر ایمان کو تازہ کیا جائے۔ پہلی دوسری تیسری اور چوتھی منزلوں پر پھیلے ہوئے اس آفاقی وفلکیاتی میوزیم میں نظام شمسی کی مکمل عکاسی کی گئی ہے اور بڑے بڑے مجسموں کے ذریعہ جدید سے جدید تر ٹکنالوجی کا استعمال کرکے کائنات کے رازہائے سربستہ سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے، خلا اور سیاروں سے متعلق مجسم معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اتنی بلندی پر اس قدر روزنی گھڑی کی تنصیب ہی نہایت حیرت انگیز ہے اور ٹاور میں ہلال تک وسیع ہالوں اور کمروں اور فلکیاتی مجسموں کی اتنے بڑے پیمانہ پر تعمیر وتنصیب کسی معجزہ سے کم نہیں ہے۔

وقت کا نظام، سورج کی حرکت، چاند اور سورج کو لاحق ہونے والے گرھن کو ذہن میں رکھئے پھر قرآن کریم کی ان آیات کو ذہن میں تازہ کیجئے جن میں رات دن کے نظام چاند سورج اور ستاروں کی گردش اور آفاق میں مسلسل ہوتے رہنے والی وسعت کا ذکر کیا گیا ہے، اور ان کی حرکت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور مجسمات پر ان حقائق کا مشاہدہ بھی کیجئے تو ایمان میں تازگی محسوس ہوگی اور آپ بے اختیار پکار اٹھیں گے کہ: ''ربنا ما خلقت هذا باطلاً سبحانک فقنا عذاب النار.'' پھر اس ٹاور کے شرفہ (بالکنی) میں آیئے اور مکہ مکرمہ کا منظر دیکھئے خانہ کعبہ کے گرد گھومتی ہوئی انسانیت کو دیکھئے، بے ساختہ آپ کا بھی جی چاہے گا کہ آپ بھی طواف کرنے لگیں اور اللہ کی عظمت وجلال کے سامنے اس کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہوئے سربسجود ہوجائیں۔ آج کے زمانہ میں ''کلارک ٹاور میوزیم'' کا مشاہدہ بھی ''فتوحات مکیہ'' سے کم اہمیت نہیں رکھتا۔

مشہور شاعر ابونواس کی رندی کے باوجود اس شعر پر مغفرت کی منامی بشارتیں مل سکتی ہیں، جس میں اس نے کہا ہے:

تأمل فی نبات الأرض وانظر إلی آثار ما صنع الملیک
عیون من لجین شاخصات بأحداق من الذهب السبیک
علی قضب الزبرجد شاهدات بأن الله لیس له شریک

تو رات ودن کے الٹ پھیر، چاند وسورج کی گردش، ستاروں کی چمک دمک اور سارے کہکشانی نظام کے پھیلاؤ اور اس کی حرکت کو دیکھ سربسجود ہوجائیں اور اللہ کی ان عظیم نشانیوں کو دیکھ پکار اٹھیں کہ:

فی کل شیء له آیة ☆☆☆ تدل علی أنه واحد

تو کیا رحمت حق آپ کو اپنی آغوش میں لے کر جنت کا مستحق نہیں گردانے گی؟ ''وسطیت'' یا ''فکری اعتدال پسندی'' ومیانہ روی اس امت کی شناخت ہے جسے ''امت وسط'' ہونے کا لقب دیا گیا ہے۔ ''شدت پسندی'' اور فکری بے اعتدالی کے مناظر سامنے آنے کے بعد ہر طرف سے ''وسطیت'' کی صدا بلند ہونے لگی اور اس عنوان سے جگہ جگہ عالمی مراکز قائم ہونے لگے جن کا مقصد مسلم نوجوانوں کو فکری اعتدال کی راہ اپنائے انتہا پسند تنظیموں کا آلہ نہ بننے کی تلقین کے ساتھ غیر مسلموں اور عالمی سیاسی بساط پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے والی طاقتوں کو اطمینان دلانا بھی تھا جبکہ اسلام دشمن طاقتوں کو تو سرے سے مسلمانوں کا شریعت کے احکام کا پابند ہونا بھی انتہا پسندی ہی نظر آتا ہے۔ رابطہ عالم اسلامی کی اس عالمی کانفرنس کا عنوان بھی ''وسطیت'' کے مفہوم کو راسخ کرنا اور اس کا مقصد مسلمانوں کو فکری اعتدال پسندی کی تلقین کرنا تھا، اس لئے ''وثیقہ مکہ'' یا مکہ کے اعلان اور منشور کی اساس بھی ''وسطیت'' کے موضوع پر سمینار کو بنایا گیا تھا۔ موضوع نیا نہیں ہے اور ہزار ہا ہزار صفحات اس موضوع پر لکھے جاچکے ہیں اس لئے کانفرنس کی علمی نشست کے پہلے ہی اجلاس میں پیش کئے جانے والے مقالات پر میرا تبصرہ ''مداخلہ'' کی شکل میں یہ تھا:

''وسطیت'' کے لفظ کی لغوی تحقیق، اس کے معنی کی تعیین اور شرعی نصوص میں اس کے خدوخال تلاش کرنے کی اب چنداں ضرورت نہیں، اس وقت جو پہلو زیر بحث آنا چاہئے وہ تشدد پسندی یا فکری بے اعتدالی اور غلو کے اسباب اور ان کے علاج کا طریقہ کار ہے، میری نظر میں عام طور پر دینی تعلیم وثقافت سے وابستہ لوگوں میں شدت پسندی اور غلو کے اسباب یہ ہیں:

(۱) شرعی نصوص کو ظاہری مفہوم پر ہر جگہ محمول کرنے کی کوشش اور فقہاء وعلمائے اصول کی طرف سے متعین کردہ ضوابط سے انحراف (۲) ''محکمات'' کے بجائے ''متشابہات'' پر زور اور بے پڑھے لکھے لوگوں سے بھی اپنے ذہن میں متعین کردہ مفہوم کو ماننے پر اصرار (۳) ضروری علمی صلاحیت کے بغیر ہی ناپختہ علم وعمر کے لوگوں کو اجتہاد پر ابھارنے کی کوشش (۴) ''سیاست'' کو دین کا ایک جزء قرار دینے کے بجائے پورے دین کو ''سیاست'' بنا دینے، حکومت وخلافت کو مقصود اصلی قرار دے کر عبادت کو اس کے تابع کردینے کی بعض جماعتوں کی طرف سے کوشش (۵) غیر مسلموں سے معاملہ کرنے میں ''موالاۃ، مداراۃ اور مواساۃ'' کے درمیان فرق کئے بغیر نوجوانوں کو بے موقع ابھارنے اور ان کے جذبات کو بھڑکانے کی کوشش (۶) ہر کس وناکس کو نازک علمی مسائل اور خطرناک اجتماعی وسیاسی امور میں فتوی دینے کی چھوٹ، جس کے نتیجہ میں ناحق لوگوں کی جانیں اور ان کے مال اور ان کی عزت وآبرو کو نشانہ بنایا جائے۔

اور ان کے علاج کا کارگر نسخہ یہ ہے کہ دینی علوم کی پختہ تعلیم دی جائے اصول فقہ اور اصول حدیث سے نصوص کو ماننے اور نصوص کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنے میں مدد لی جائے، لادینی انتہا پسندی کا خاتمہ کیا جائے اور معاشرہ میں شریعت کی تعلیمات اور دینی شعائر ومظاہر کے احترام کو عام کیا جائے اور ہر کس وناکس کو فتوی کی اجازت نہ دی جائے، وغیرہ وغیرہ۔ وقت مختصر ہونے کی وجہ سے تمام نقاط کی مکمل وضاحت ممکن نہیں تھی، خاص طور پر تبصرہ اور مداخلت کے دوران کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں مکہ مکرمہ کے گورنر شاہزادہ خالد الفیصل موجود رہے جنہوں نے بادشاہ معظم کا پیغام پہنچایا اور مصر لبنان اور سعودی عرب کے مفتیان کے علاوہ شیخ عبد اللہ بن بیہ کے بیانات پیش کئے گئے اور اختتامی نشست میں وثیقہ مکہ یا ''اعلان مکہ'' پڑھ کر سنایا گیا۔

امام حرم شیخ صالح بن حمید، سابق جنرل سکریٹری ڈاکٹر عبداللہ الترکی، عالمی فقہی اکیڈمی کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر عبدالسلام العبادی، الجزائر کے موجودہ وزیر اوقاف یوسف بلمہدی (جنہوں نے بھی الجزائر ٹی وی کے لئے مجھ سے تفصیلی انٹرویو لیا تھا) بزرگ عالم دین موریتانیہ کے سابق وزیر وفقیہ شیخ عبداللہ بن بیہ اور مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی ومولانا زاہد الراشدی اور دیگر علماء سے ملاقاتیں بھی کانفرنس کی فتوحات اور برکات کا حصہ ہیں، رب کریم کی عنایتیں اس عاجز وفقیر سراپا تقصیر پر ہمیشہ ہی بے حساب رہی ہیں۔ فلہ الحمد والمنۃ۔

رمضان المبارک کے ایام خاص طور پر عشرہ اواخر حسب معمول حرمین شریفین میں گزارنے کا خیال ہی ہوا تھا کہ ایمیل پر رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سکریٹری صاحب کی طرف سے ارسال کردہ دعوت نامہ نظر آیا کہ شرعی نصوص کی روشنی میں تشدد پسندی کے جائزہ کے لئے عالمی کانفرنس کا انعقاد عمل میں آرہا ہے اس میں تمہاری شرکت ذمہ داران کے لئے خوشی کا باعث ہوگی۔ اس طرح جو مرحلہ مشکل نظر آرہا تھا اسے اللہ تعالی نے محض اپنے فضل سے نہایت آسان کردیا اور دنیا بھر کے منتخب علماء کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ دس دن جوار حرم میں گزارنے کی سعادت حاصل ہوگئی۔ شرکاء کانفرنس میں مصر، لبنان، شیشان، عراق، اور دیگر تقریباً ۱۳۹؍ملکوں کے ۱۲۰۰؍افراد شامل تھے جن میں حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا فضل الرحیم، مفتی محمد اسلم لندن، مولانا تقی الدین ندوی مظاہری ابوظہبی، برمنگھم نیوزی لینڈ، الجزائر، تیونس، مراکش اور تقریبا تمام ہی ایشیا وافریقہ اور دیگر براعظموں کے ممالک کے نمائندے مدعوئین میں شامل تھے۔ فرقوں کے لحاظ سے بھی شیعہ، سنی، بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث درزی بھی موجود رہے۔ ''وسطیت'' کی آبیاری اور فکری میانہ روی کی تلقین کے لئے جو کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس کا اختتام ''وثیقہ مکہ'' یا ''مکہ مکرمہ کے منشور'' کے اعلان پر ہوا۔ مکہ مکرمہ میں کئی دن سکون واطمینان سے گزارنے اور حرم محترم اور ''خانہ کعبہ'' کے جلوہ سے بقدر تاب نظر مستفید وبہرہ ور ہونے کے بعد قدرتی طور پر دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی زیارت کا شوق دل میں پیدا ہوا چنانچہ ۲۶؍اور ۲۷؍رمضان المبارک کی راتیں مدینہ طیبہ میں گزریں جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ:

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر ☆☆☆ نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید ایں جا

مدینہ منورہ کی علمی فتوحات میں حضرت مولانا یونس صاحب جونپوریؒ کی افادات پر مشتمل بخاری شریف کی عربی شرح نبراس الساری کی تیسری جلد اور اردو شرح کی دوسری جلد کو شمار کیا جاسکتا ہے جس کے بارے میں تفصیلی طور پر گفتگو پر کبھی کروں گا، مولانا کے شاگرد رشید مفتی یونس بتات مولانا کی زندگی کے ایام سے ہی کرم فرما رہے ہیں، سفر میں برخوردار عزیز عبداللہ بدر قاسمی کے ساتھ ہونے سے بڑی راحت رہی۔ ۲۰؍مئی کو کویت سے مکہ مکرمہ کے لئے روانگی ہوئی تھی اور جون کی پہلی تاریخ کو مدینہ طیبہ سے کویت کے لئے واپسی، فالحمد للہ علی ذلک۔

جمہوریت کے ''مندر'' سے نفرت کا پیغام

نواب علی اختر

آخرکار وطن عزیز کے جمہوری اقدار کی حفاظت کا دعویٰ کرنے والے اور عوام کو حب الوطنی کا سبق پڑھانے والے ''عزت مآب'' اتنے مایوس اور احساس کمتری کا شکار کیوں ہیں کہ ان کی آنکھوں کے سامنے جمہوریت کو علی الاعلان پیروں تلے کچلنے کی کوشش کی جارہی ہے، مگران کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ سترہویں لوک سبھا کے اجلاس کے آغاز کے موقع پر پیر کو جب نومنتخب اراکین پارلیمنٹ کو لوک سبھا میں حلف دلایا جارہا تھا تب عوامی نمائندے ملک کی حفاظت اور ترقی کی قسم کھانے کے ساتھ ہی متنازعہ نعرے لگا کر ''انتہاپسندی'' کا مظاہرہ کر کے صاف طور پر اقلیتوں کا ''مذاق'' اڑا رہے تھے۔ سیاست کے مندر میں جہاں سماج کے ہر طبقے کے افراد موجود تھے وہاں متنازعہ مذہبی نعرے لگا کر حکمراں پارٹی اور اس کے حلیفوں نے دیگر پارٹیوں کے اراکین کو بھی ایسا کرنے پر مجبور کیا مگر اس موقع پر مسلم اراکین پارلیمنٹ کی دانشمندی کی تعریف کی جائے گی جو انتہاپسندوں کی سازش کا شکار نہیں ہوئے۔ یہ سب اس وقت ہورہا تھا جب خود وزیراعظم نریندر مودی ایک دن پہلے کہتے نظر آئے تھے کہ پارلیمنٹ میں بڑی تعداد میں نئے چہرے آئے ہیں تو ان کی نئی سوچ سے ہی نئے ہندوستان کی تعمیر ہوگی۔ مودی کا کہنا تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ نیا ہندوستان نئی سوچ کے ساتھ بنے۔ مگر وزیراعظم نریندر مودی کی پارٹی کے ہی ممبران پارلیمنٹ نے ایوان زیریں میں ایسے کردار کا مظاہرہ کیا جس سے نئے ہندوستان کی تعمیر کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا ہے۔

لوک سبھا میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ نومنتخب عوامی نمائندوں سمیت سبھی اراکین بیک آواز یہ قسم کھاتے کہ اپنی مدت کار میں نوجوانوں کو روزگار، خواتین کی حفاظت اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لئے کام کریں گے۔ مگر ایم آئی ایم کے اسدالدین اویسی جب حلف لینے کے لئے آئے تو بی جے پی ممبران پارلیمنٹ نے ''وندے ماترم'' اور ''بھارت ماتا کی جے'' کے نعرے لگانے شروع کردیے۔ حالانکہ اویسی ہمیشہ کی طرح زیادہ سمجھدار نکلے اور انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اور اونچی آواز میں یہ نعرے لگائے جائیں، لیکن بی جے پی ممبران پارلیمنٹ کو ''بھارت ماتا'' تبھی کیوں یاد آئیں، جب اویسی حلف لینے کے لئے کھڑے ہوئے؟ کیا وہ انہیں اس نعرے سے مشتعل کرنے کی کوشش کررہے تھے؟ کیا وہ یہ پیغام دے رہے تھے کہ مسلم اراکین ''بھارت ماتا'' سے چڑھتے ہیں؟ کیا اپنے عمل سے یہ سمجھانے کی کوشش کررہے تھے کہ ''وندے ماترم'' اور ''بھارت ماتا کی جے'' سے اس ملک کے اقلیتوں کو پرہیز ہے؟

اویسی جب حلف لے رہے تھے تو وزیراعظم مودی ایوان میں نہیں تھے، لیکن اگر ہوتے بھی تو کیا وہ اپنے ممبران پارلیمنٹ کو ایسی حرکت کرنے سے روکتے؟ کیا وہ انہیں یاد دلاتے کہ محض چند ہی دن پہلے انہوں نے لوک سبھا انتخابات میں جیت کے بعد بی جے پی کا نعرہ ''سب کا ساتھ، سب کا وکاس'' میں ''سب کا وشواس'' بھی جوڑا ہے؟ کیا بی جے پی دوسروں کو مشتبہ ثابت کر کے، دوسروں کی حب الوطنی پر سوال کھڑے کر کے ہی وشواس جیتنے میں بھروسہ کرتی ہے؟۔

بھگوا اراکین کی نعرے بازی کے درمیان اویسی نے بھی حلف لینے کے بعد نعرہ تکبیر بلند کیا اور ساتھ میں ''جے ہند'' بھی جوڑ دیا۔ اس طرح ان کی طرف سے حساب برابر ہوگیا۔ ''وندے ماترم'' اور ''بھارت ماتا کی جے'' ایک طرف ہوگئے اور ''اللہ اکبر'' اور ''جے ہند'' دوسری طرف۔ آخر اویسی کو بھی یہ تقسیم شدہ سیاست اتنی ہی راس آتی ہے، جتنی سنگھ پریوار اور بی جے پی کو، دونوں کی سیاست اسی طرح چلتی ہے۔

اس کے کچھ دیر بعد حلف لینے آئیں ہیما مالنی نے ''رادھے-رادھے کرشنم وندے جگت گرو'' کا نام لیا۔ ان سب کے ایک دن پہلے پرگیہ ٹھاکر نے سنسکرت میں حلف لیتے ہوئے اپنے باپ کا نام نہ لے کر اپنے گرو کا نام شامل کرلیا تھا جس پر اراکین نے اعتراض کیا اور عبوری اسپیکر کی ہدایت پر پرگیہ کو صحیح حلف لینا پڑا۔ ایک طرح سے دیکھیں تو یہ بہت بڑی باتیں نہیں ہیں، آپ انہیں نظرانداز کرسکتے ہیں۔ آخر اس ملک نے اظہار رائے کی جو آزادی دی ہے، اسی کا یہ بھی حصہ ہے کہ لوگ اپنے حلف میں باقی اقدار پر عمل کرتے ہوئے اپنے عقائد کا بھی اظہار کرسکیں۔ یہ تب تک ہے جب تک محض عقائد کے اظہار تک محدود ہو مگر جب کسی کو ''چڑھانے'' یا مشتعل کرنے کی نیت سے نعرہ لگایا جائے تو اس سے جمہوریت کے مندر سے نفرت اور انتہاپسندی کو پیغام دینا سمجھا جائے گا۔

ہماری پارلیمنٹ کی خوبصورتی یہ بھی ہے کہ اس میں ملک کا تنوع جھلکتا ہے۔ طرح طرح کے لوگ طرح طرح کی پوشاکوں اور طرح طرح کے انداز سے پارلیمنٹ آتے ہیں، اپنی اپنی زبانوں میں حلف لیتے ہیں۔ حالانکہ اس میں بھی آہستہ آہستہ ہندی کے علاوہ انگریزی میں حلف لینے کا چلن بڑھتا گیا ہے۔ لیکن مسلم رکن کی حلف برداری پر جب آپ ''بھارت ماتا کی جے'' کے نعرے لگانے شروع کرتے ہیں تو مسلم رکن کا نہیں بلکہ ''بھارت ماتا کی توہین'' کررہے ہوتے ہیں۔ ''وندے ماترم'' سے ''بھارت ماتا'' کو جوڑنا بھارت ماتا کو چھوٹا کرنا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ''وندے ماترم'' آزادی کی لڑائی کے دور میں اہم گیت رہا ہے، لیکن ''وندے ماترم'' کو لے کر ایک طبقہ اپنا اعتراض رکھتا رہا ہے۔ ''بھارت ماتا کی جے'' کے ساتھ ایسا کوئی اعتراض نہیں ہے۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ بی جے پی لیڈروں کو یہ احساس بھی نہیں ہے کہ ان کی سیاست سب سے پہلے ان علامات کو چھوٹا بنارہی ہے جو اس ملک میں سب کو منظور اور عام چلن میں رہے ہیں۔ رام سے کسی کو عداوت نہیں ہے لیکن ''جے شری رام'' کا نعرہ جب ایک جارحانہ سیاست کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے تو رام اچانک دوسروں کو ڈرانے لگتے ہیں۔ ''بھارت ماتا'' احترام کا موضوع ہے، لیکن جب کسی لیڈر کے حلف لیتے وقت ایک ہتھیار کی طرح اس کا استعمال ہوتا ہے تو وہ شاید بے بس دیکھتی رہ جاتی ہوگی۔ حکمراں بی جے پی اور اس کے حلیف اپنے جمہوریت مخالف طرز عمل سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں، اسے بتانے یا لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مگر ہم نے اپنی جمہوریت سے جو سبق سیکھا ہے وہ اقدار کی حفاظت ہے اور ہم ہمیشہ اسی سبق کو دہراتے رہیں گے۔

طلاق ثلاثہ کا جن پھر بوتل سے باہر

کانگریس سمیت اپوزیشن پارٹیوں نے بل کی مخالفت کی

مرکزی وزیرقانون روی شنکر پرساد نے لوک سبھا میں ہنگامہ آرائی اور نعرہ بازی کے دوران تین طلاق بل کو پیش کردیا ہے، جس کے بعد اس بل پر بحث جاری ہے۔ روی شنکر پرساد نے کہا کہ پارلیمنٹ میں قانون بنتے ہیں اور پارلیمنٹ کو عدالت نہیں بنایا جانا چاہیے۔ اسدالدین اویسی نے پارلیمنٹ میں بات کرتے ہوئے کہا کہ طلاق ثلاثہ بل دستور ہند کے آرٹیکل ۱۴؍اور ۱۵؍کی خلاف ورزی ہے۔ مجلس اتحادالمسلمین کے صدر نے کہا کہ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں کہا ہے کہ تین طلاق سے شادی ختم نہیں ہوتی تو پھر سزا کیسے دی جائیگی۔ واضح رہے کہ حکومت نے ستمبر ۲۰۱۸ء اور فروری ۲۰۱۹ء میں دوبار تین طلاق بل آرڈیننس جاری کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوک سبھا میں یہ متنازعہ بل پاس ہونے کے بعد راجیہ سبھا میں زیرالتوا رہا تھا۔

مسلم معاشرے میں ایک بار میں تین طلاق (طلاق بدعت) کی روایت پر روک لگانے سے متعلق نیا بل حکومت نے جمعہ کو لوک سبھا میں پیش کیا۔ لوک سبھا سے متعلق کارروائی فہرست کے مطابق مسلم خواتین شادی حقوق تحفظ بل ۲۰۱۹ء لوک سبھا میں پیش کیا گیا۔ گزشتہ ماہ ۱۶؍ویں لوک سبھا کی مدت کار مکمل ہونے کے بعد گزشتہ بل غیرموثر ہوگیا تھا، کیونکہ یہ راجیہ سبھا میں زیرالتوا تھا۔ دراصل لوک سبھا میں کسی بل کے منظور ہوجانے اور راجیہ سبھا میں اس کے زیرالتوا رہنے کی حالت میں ایوان زیریں (لوک سبھا) کے تحلیل ہونے پر وہ بل غیرموثر ہوجاتا ہے۔ حالانکہ طلاق ثلاثہ بل منظور کرانے کے لئے مودی حکومت پوری طرح پرعزم ہے، جبکہ گزشتہ حکومت میں اس کی اپوزیشن کی جانب سے مخالفت کی گئی تھی۔ وہیں پارلیامنٹ کے باہر مسلم تنظیموں نے بھی اس پر احتجاج کیا تھا۔ حیدرآباد سے لوک سبھا کے ممبر پارلیمنٹ مجلس اتحادالمسلمین کے قومی صدر اسدالدین اویسی نے طلاق ثلاثہ بل پر سوال کھڑا کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر کسی غیرمسلم کو کیس میں ڈالا جائے تو اسے ایک سال کی سزا اور مسلمان کو تین سال کی سزا؟ کیا یہ آرٹیکل ۱۴؍اور ۱۵؍کی خلاف ورزی نہیں ہے اس بل سے صرف مسلم مردوں کو سزا ملے گی، آپ مسلم خواتین کے حق میں نہیں ہیں، بلکہ آپ ان پر بوجھ ڈال رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ طلاق ثلاثہ پر سپریم کورٹ کے فیصلہ سے صاف ہے کہ اگر کوئی شخص ایک وقت میں تین طلاق دیتا ہے تو شادی نہیں ٹوٹے گی، ایسے میں بل میں جو درج ہے، اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ شوہر جیل چلا جائے گا اور اسے تین سال جیل میں رہنا ہوگا، ایسے میں مسلم خواتین کو گزارہ بھتہ کون دے گا؟ کیا سرکار دے گی؟ انہوں نے مزید کہا کہ آپ کو مسلم خواتین سے اتنی محبت ہے، کیرل کی ہندو خواتین سے محبت کیوں نہیں کیوں آپ سبری مالا کے فیصلے کے خلاف ہیں؟ یہ غلط ہورہا ہے۔ اویسی نے نیوز چینل سے بات کرتے ہوئے کہا کہ اس بل سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ مسلم خواتین کو نقصان ہوگا یہ بل پہلے تو آئین میں دی گئی بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ قانون سماج کے خلاف ہے آپ کو اکثریت حاصل ہوئی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ آئین کے خلاف قانون بنائیں گے، ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، یہ ہمارا حق ہے کہ سرکار کوئی بل لاتی ہے اور ہمیں لگتا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے تو ہم اس کی مخالفت کرسکتے ہیں۔ اویسی سے قبل کانگریسی لیڈر ششی تھرور نے پارلیمنٹ میں کہا کہ اس بل کو پیش کیے جانے کی مخالفت کرتا ہوں، انہوں نے کہا کہ میں طلاق ثلاثہ کی حمایت نہیں کرتا، لیکن اس بل کی مخالفت کرتا ہوں، انہوں نے کہا کہ یہ بل آئین کے خلاف ہے، اس میں سول اور کریمنل قانون کو ملادیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی نظر میں طلاق دے کر بیوی کو چھوڑ دینا گناہ ہے تو یہ صرف مسلم کمیونٹی تک ہی محدود کیوں ہے؟ کیوں نہ اس قانون کو ملک کی سبھی کمیونٹیوں کے لیے لاگو کیا جانا چاہئے۔ کانگریس کی جانب سے کہا گیا ہے کہ اس بل کے ذریعے سے مسلم خواتین کو فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے بلکہ صرف مسلم مردوں کو سزا دی جارہی ہے۔ اس بل کے تحت تین طلاق دینے کی صورت میں طلاق غیرقانونی اور نامنظور ہے، لیکن طلاق دینے والے شوہر کو اس کے لئے تین سال تک کی قید کی سزا ہوسکتی ہے۔ اب جب کہ سترہویں لوک سبھا کے پہلے سیشن میں جمعہ کو پارلیمنٹ میں تین طلاق قانون پیش کیا جاچکا ہے۔ بی جے پی کے لئے لوک سبھا میں اس بل کو پاس کرانا کافی آسان ہے، لیکن راجیہ سبھا میں پاس کرانا اس کیلئے آسان نہیں ہوگا۔ بل کو لوک سبھا میں پیش کرنے سے پہلے وزیر قانون روی شنکر پرساد نے ایوان سے اپیل کی کہ ۷۰؍سال سے چلی آرہی اس روایت کے خلاف قانون بنایا جائے اور سبھی پارٹیاں اس میں مدد کریں۔ مرکزی کابینہ کے ذریعہ کچھ ترمیمات کے ساتھ اس کو پہلے سے ہی پاس کیا جاچکا ہے۔ ۲۹؍دسمبر ۲۰۱۷ء کو لوک سبھا میں یہ قانون پاس ہوگیا تھا، جس میں یک بارگی تین طلاق دینے کو جرائم کے زمرہ میں ڈالا گیا تھا۔ ترمیم شدہ بل سے وابستہ پانچ اہم باتیں:

(۱) تین طلاق بل کو اگر منظوری مل جاتی ہے تو یہ قانون غیرضمانتی برقرار رہے گا، لیکن ملزم ضمانت مانگنے کیلئے سماعت سے پہلے بھی مجسٹریٹ سے درخواست کرسکتا ہے۔

(۲) یہ بندوبست اس لئے جوڑا گیا ہے تاکہ مجسٹریٹ بیوی کی باتیں سننے کے بعد ضمانت دے سکیں۔ حکومت نے واضح کیا ہے کہ مجوزہ قانون میں تین طلاق کا جرم غیرضمانتی بنا رہے گا۔

(۳) مجسٹریٹ طے کریں گے کہ ضمانت صرف اس وقت دی جائے، جب شوہر قانون کے مطابق بیوی کو معاوضہ دینے پر راضی ہو۔

(۴) پولیس صرف اس وقت کیس درج کرسکتی ہے جب متاثرہ بیوی، اس کا کوئی قریبی رشتہ دار یا شادی کے بعد اس کا رشتہ دار بنے کسی شخص کی جانب سے پولیس سے فریاد کی جائے۔

(۵) قانون کے مطابق معاوضہ کی رقم مجسٹریٹ کے ذریعہ طے کی جائے گی۔ تین طلاق کا جن ایک بار پھر بوتل سے باہر آچکا ہے، اب دیکھنا ہے کہ نئی حکومت میں یہ معاملہ کتنا طول پکڑتا ہے۔

امارت شرعیہ کی اہمیت وضرورت

اجلاس یوم تاسیس امارت شرعیہ کے موقع پر امارت شرعیہ کے تعارف اور اغراض و مقاصد پر مشتمل خصوصی تحریر

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔اس کا دائرہ محض عبادات ومعاملات تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ زندگی کے تمام شعبوں اور گوشوں پر محیط ہے۔ یہ انسانوں کی محض روحانی اور اخلاقی تربیت کر کے چھوڑ نہیں دیتا، بلکہ ان کی معاشرتی اور اجتماعی زندگی سے بھی بحث کرتا ہے،اوراس کے لیے اپنے خاص احکام واصول رکھتا ہے۔ اس لیے کسی مسلمان کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ وہ انفرادی زندگی میں خدا کے احکام کی پیروی کرے مگر اجتماعی زندگی میں من مانی اور خودرائی کی راہ اختیار کرے، ایسی زندگی کسی طرح بھی اسلامی زندگی نہیں کہی جاسکتی۔ جس اسلام نے خالص عبادات جیسے اعمال کو بھی ایک خاص نظم اور ڈسپلن کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا ہو، وہ اجتماعی زندگی میں انتشار اور خودسری کو کیسے برداشت کرسکتا ہے، بلکہ اسلام کا تو یہ خاص وصف ہے جو اسے سارے ادیان ومذاہب سے ممتاز کرتا ہے کہ اس کے جملہ احکام میں اجتماعیت کی روح کارفرما ہے۔ اسلام کی یہی وہ خصوصیت ہے جس نے عرب کے وحشی اور پشتہا پشت تک لڑنے والے قبائل میں اخوت وہمدردی کا بے پناہ جذبہ پیدا کردیا اور ایک ایسی طاقت بنادیا جس کو قرآن پاک کے بلیغ الفاظ میں بنیان مرصوص (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) سے تعبیر کیا گیا ہے۔لہٰذا اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ دنیا میں تنظیم واتحاد اور طاقت وقوت کا اصل سرچشمہ اسلام کی بتائی ہوئی جماعتی زندگی میں پوشیدہ ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جماعتی زندگی کا تصور مرکز کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔

اسلامی حکومتوں میں یہ مرکزیت خلیفہ یا حکمرانوں کو حاصل ہوتی ہے، جس کے ذریعہ اسلام کے تمام اجتماعی احکام وقوانین جاری ونافذ ہوتے ہیں، اور سارے مسلمان اس کی اطاعت کرتے ہوئے ایک اجتماعی نظام میں منسلک رہتے ہیں۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جہاں قوت واقتدار مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ ہو تو کیا ایسے ملک میں وہ سارے احکام وقوانین جو مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے متعلق ہیں ترک کردیئے جائیں گے؟ نہیں، ہرگز نہیں، بلکہ ایسی صورت میں اسلامی شریعت کی رو سے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے میں سے کسی صالح، دیندار اور لائق شخص کو اپنا امیر (شرعی سردار) منتخب کرلیں اور اس کے ذریعہ ممکن حد تک تمام شرعی امور کا اجراء ونفاذ عمل میں لائیں اور امیر کی اطاعت کا جو حکم دیا گیا ہے اسے پورا کریں۔

۱۸۵۷ء کے بعد مغلیہ سلطنت کے زوال کے ساتھ ہی مسلمانوں کے اقتدار کا خاتمہ ہوگیا تو علمائے کرام اور دردمندان ملت اس نازک وقت میں مسلمانوں کی شیرازہ بندی کی طرف متوجہ ہوئے اور بیسویں صدی کے شروع ہوتے ہی تحریک خلافت اور تحریک آزادی نے پورے ملک میں ایک عام بیداری کی لہر پیدا کردی۔ ۱۹۱۹ء میں امارت شرعیہ فی الہند کے قیام کی تجویز منظر عام پر آئی۔ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ جو اس وقت جمعیۃ علماء ہند کے ناظم اعلیٰ تھے اس تجویز کے زبردست محرک ہوئے اور جملہ اکابر علماء کی تائید آپ کو حاصل تھی، بعض اسباب کی بنا پر کل ہند امارت شرعیہ کا قیام عمل میں نہ آسکا تو حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ نے صوبائی سطح پر اس کے قیام کی کوشش شروع کردی اور پوری قوت سے اس دینی فریضہ کی طرف علماء کو متوجہ کیا۔ اور اجتماعی نظام کے قیام کی دعوت دی۔ بالآخر ۱۹۲۱ء میں اللہ تعالیٰ نے اس کوشش کو کامیاب فرمایا اور امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ، قطب دوراں حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ خانقاہ رحمانی مونگیر، بدرالکاملین حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین قادری صاحب سجادہ نشین خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کی تائید وحمایت سے ۱۹؍شوال المکرم ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۶؍جون ۱۹۲۱ء کو امارت شرعیہ (بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ) کا قیام عمل میں آیا۔ الحمد للہ یہ شرعی تنظیم امیر شریعت کے ماتحت مسلمانوں کو منظم ومتحد رکھنے اور نظام شرعی کے قیام اور تحفظ مسلمین کے لیے مسلسل کوشش کررہی ہے۔ پورے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام جس اجتماعی زندگی کا مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے موجودہ دور میں امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ اس کی بہترین عملی شکل ہے۔

امارت شرعیہ کے مقاصد

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّ لَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران:۱۰۳) (اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو اور باہم نااتفاقی مت کرو)

۱-منہاج نبوت پر نظام شرعی کا قیام، تاکہ مسلمانوں کے لیے صحیح شرعی زندگی حاصل ہوسکے۔

۲-اس نظام شرعی کے ذریعہ جس حد تک ممکن ہو اسلامی احکام کو بروئے کار لانا اور اس کے اجراء وتنفیذ کے مواقع پیدا کرنا۔ مثلاً عبادات کے ساتھ مسلمانوں کے عائلی قوانین، نکاح، طلاق، میراث، خلع، اوقاف، وغیرہ احکام کو ان کی اصلی شرعی صورت میں قائم کرنا۔

۳-ایسی استطاعت پیدا کرنے کی مستقل جدوجہد جس کے ذریعہ قوانین خداوندی کو نافذ اور اسلام کے نظام عدل کو قائم وجاری کیا جاسکے۔

۴-امت مسلمہ کے جملہ اسلامی حقوق ومفادات کا تحفظ اور ان کی نگہداشت۔

۵-مسلمانوں کو بلا اختلاف مسلک محض کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد پر مجتمع کرنا، تاکہ وہ خدائے تعالیٰ کے احکام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں، اور اپنی اجتماعی قوت ''کلمۃ اللہ'' کو بلند کرنے پر خرچ کریں۔

۶-مسلمانوں کو تعلیم، معاش اور ترقی کے میدان میں اسلامی نظام تعلیم اور اسلامی نظام تجارت کی روشنی میں رہنمائی دینا۔

۷-عام انسانی خدمت کے لیے رفاہی اور فلاحی ادارے قائم کرنا۔

۸-مسلمانوں کے حقوق، شریعت کے احکام اور اسلام کے وقار کو پوری طرح قائم اور محفوظ رکھتے ہوئے مقاصد شرع اسلام کی تکمیل کی خاطر اسلامی تعلیم کی روشنی میں ہندستان میں بسنے والے تمام مذہبی فرقوں کے ساتھ صلح وآشتی کا برتاؤ کرنا، ملک میں امن پسند قوتوں کو فروغ دینا اور تعلیم اسلامی لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام کی روشنی میں ملک کے مختلف مذہبی فرقوں میں ایک دوسرے کے حقوق کے احترام کا جذبہ پیدا کرنا اور ہر ایسے طریق کار وتحریک کی ہمت شکنی کرنا جس کا مقصد ہندستان میں بسنے والے مختلف طبقات میں سے کسی ایک کی جان ومال، عزت وآبرو، تصورات ومعتقدات پر کسی دوسرے کی طرف سے حملہ ہو اور ایسی تمام تحریکات کو قوت پہونچانا جن کا مقصد ملک میں بسنے والی مختلف مذہبی اکائیوں کے درمیان ایک دوسرے کی جان ومال، عزت وآبرو کا احترام پیدا کرنا ہو اور فرقہ وارانہ تعصب ومنافرت کو دور کرنا ہو۔

ہمارے امیر

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُم (نساء: ۵۹) (اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول اللہ کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں ان کا بھی)

☆امارت شرعیہ کے محرک اور بانی: مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ

☆قیام امارت شرعیہ کی تاریخ: ۱۹؍شوال ۱۳۳۹ھ مطابق (۲۶؍جون ۱۹۲۱ء)

☆مقام جلسہ قیام امارت وانتخاب امیر: محلہ پتھر کی مسجد بانکی پور، پٹنہ ☆صدر جلسہ: حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ

☆مجلس استقبالیہ کے صدر: حضرت مولانا سید شاہ حبیب الحق عمادی خانقاہ عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سیٹی، پٹنہ

☆امیر شریعت اول: حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین قادریؒ سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف، پٹنہ

☆امیر شریعت اول کا زمانہ: از ۱۹؍شوال ۱۳۳۹ھ تا ۱۶؍صفر ۱۳۴۳ھ (تین سال تین ماہ ستائیس یوم)

☆امیر شریعت ثانی: حضرت مولانا سید شاہ محی الدین قادریؒ سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف، پٹنہ

☆امیر شریعت ثانی کا زمانہ: از ۹ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ تا ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ (۲۳ سال دو ماہ بیس دن)

☆امیر شریعت ثالث: حضرت مولانا سید شاہ قمرالدین قادری خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف، پٹنہ

☆امیر شریعت ثالث کا زمانہ: از ۱۷؍شعبان ۱۳۶۶ھ تا ۳۰؍رجب ۱۳۷۶ھ (سات یوم کم دس سال)

☆امیر شریعت رابع: حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ، سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر

☆امیر شریعت رابع کا زمانہ: ۲۲؍شعبان ۱۳۷۶ھ تا ۳؍رمضان ۱۴۱۱ھ (۳۵؍سال دس دن)

☆امیر شریعت خامس: حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب

☆امیر شریعت خامس کا زمانہ: ۱۴؍رمضان ۱۴۱۱ھ مطابق ۳۱؍مارچ ۱۹۹۱ء تا ۷ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۹؍ستمبر ۱۹۹۸ء

☆امیر شریعت سادس: حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ

☆امیر شریعت سادس کا زمانہ: یکم نومبر ۱۹۹۸ء (۱۱؍رجب ۱۴۱۹)ھ تا ۱۷؍اکتوبر ۲۰۱۵ء (۳؍محرم ۱۴۳۷ھ)

☆امیر شریعت سابع: حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم ۲۹؍نومبر ۲۰۱۵ء کو حضرت والا امیر شریعت منتخب ہوئے اور آپ کے زیر اطاعت امت کا یہ کارواں آگے بڑھ رہا ہے۔

نائب امراء شریعت

☆ نائب امیر شریعت اول: مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحبؒ

☆ نائب امیر شریعت اول کا زمانہ: ۱۹ شوال المکرم ۱۳۳۹ھ تا ۱۷؍شوال المکرم ۱۳۵۹ھ

☆ نائب امیر شریعت ثانی: حضرت مولانا عبدالصمد رحمانی صاحبؒ

☆ نائب امیر شریعت ثانی کا زمانہ: از ۸؍ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ مطابق ۲۳؍مارچ ۱۹۴۵ء تا ۱۰؍ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ مطابق ۴؍مئی ۱۹۷۳ء

☆ نائب امیر شریعت ثالث: حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ

☆ نائب امیر شریعت ثالث کا زمانہ: ۱۴؍جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۶؍جون ۱۹۷۳ء تا ۱۴؍رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مطابق ۳۱؍مارچ ۱۹۹۱ء

☆ نائب امیر شریعت رابع: حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب

☆ نائب امیر شریعت رابع کا زمانہ: ۴؍شوال ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۲؍مئی ۱۹۹۱ء تا ۳۱؍اکتوبر ۱۹۹۸ء

☆ نائب امیر شریعت خامس: حضرت مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمی صاحبؒ

☆ نائب امیر شریعت خامس کا زمانہ: ۹؍ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۴؍جون ۱۹۹۹ء تا ۴؍اپریل ۲۰۰۲ء

☆ نائب امیر شریعت سادس: حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی

☆ نائب امیر شریعت سادس کا زمانہ: ۲۳؍صفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۳؍اپریل ۲۰۰۵ء تا ۲۸؍نومبر ۲۰۱۵ء (۲۹؍نومبر ۲۰۱۵ء کو حضرت والا امیر شریعت منتخب ہوئے۔

امارت شرعیہ کے اہم شعبہ جات

(۱) شعبۂ دعوت وتبلیغ (۲) شعبۂ تنظیم (۳) دار الافتاء (۴) دار لقضاء (۵) شعبۂ نشر و اشاعت (۶) ہفتہ وار نقیب (۷) تحفظ مسلمین (۸) شعبۂ تعلیم مذہبی (۹) وفاق المدارس الاسلامیہ (۱۰) شعبۂ تعلیم عصری وتکنیکی (۱۱) شعبۂ حفظان صحت (۱۲) بیت المال (۱۳) شعبۂ امور مساجد (۱۴) دار العلوم الاسلامیہ (۱۵) المعہد العالی للتدریب فی الافتاء والقضاء (۱۶) شعبۂ تحفیظ القرآن کریم۔ الحمد للہ سبھی شعبہ جات حضرت امیر شریعت مدظلہ کی خصوصی سرپرستی اور نگرانی میں ناظم امارت شرعیہ ودیگر ذمہ داران وکارکنان کی محنت وکاوش سے بحسن وخوبی رواں دواں ہیں۔

سید محمد عادل فریدی

ایران نے امریکی جاسوسی ڈرون طیارے کو مار گرایا

ایران کی فضائیہ نے جمعرات کو ایک امریکی جاسوسی ڈرون طیارے کو مار گرانے کا دعوی کیا ہے، جس نے کوہ مبارک علاقے میں اس کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کی تھی۔ پاسداران انقلاب اسلامی (آئی آر جی سی) کے ترجمان نے بتایا کہ ہرمزگان صوبہ کے کوہ مبارک علاقے میں ایرانی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرنے پر پاسداران انقلاب اسلامی کے فضائیہ نے جمعرات کو علی الصبح ایک امریکی جاسوسی ڈرون طیارے کو مار گرایا، اس کی پہچان آر کیو۔۴گلوبل ہاک طیارہ کے طور پر ہوئی ہے۔(یو این آئی)

چین کی ایران اور امریکہ سے تحمل برتنے کی اپیل

چین نے ایران کی طرف سے ایک امریکی ڈرون مار گرایے جانے کے بعد کشیدگی بڑھنے کے درمیان دونوں ممالک سے تحمل برتنے کی اپیل کی ہے۔ چین کی وزارت خارجہ کے ترجمان لو کانگ نے جمعہ کے روز کہا کہ ”فی الحال خلیج میں صورتحال بہت ہی پیچیدہ اور حساس ہے۔ ہم کشیدگی کو بڑھنے سے روکنے کے لئے اس میں شامل ہر فریق سے احتیاط کے ساتھ کام کرنے اور تحمل برتنے کی اپیل کرتے ہیں“۔(یو این آئی)

ایران کو ٹرمپ کا دھمکی بھرا پیغام ملا

ایران کو امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کا ایک دھمکی بھرا خط موصول ہے جس میں دھمکی دی گئی ہے کہ امریکہ اس پر حملہ کرسکتا ہے۔ یہ پیغام عمان کے ذریعہ ایران تک پہنچایا گیا ہے۔ میڈیا نے جمعہ کو ایرانی ذرائع کے حوالے سے بتایا کہ ایران کو امریکی دھمکی پر ردعمل کے لئے کچھ وقت بھی دیا گیا ہے۔(یو این آئی)

انڈونیشیا میں فیکٹری میں آتش زدگی، ۲۲؍افراد ہلاک

انڈونیشیا میں سماترا صوبہ کے بنجائی شہر میں جمعہ کو گیس لائٹر بنانے والی ایک فیکٹری میں آگ لگ گئی جس میں ۲۲؍افراد ہلاک اور کئی زخمی ہوگئے۔(یو این آئی)

وینزویلا نے خفیہ طریقے سے ۷ء۴؍ٹن سونا یوگنڈا بھیجا

وینزویلا کی بدحالی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس ملک کے تعلق سے اب رپورٹ آئی ہے کہ امریکہ کی جانب سے عائد کی گئی پابندیوں سے بچنے کے لئے 7.4 ٹن سونا خفیہ طریقے سے یوگنڈا کی ایک ریفائنری میں پہنچایا گیا ہے۔ وال سٹریٹ جنرل کی اس سلسلے میں شائع رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ صدر نکولس مدورو نے امریکہ کی جانب سے عائد کی گئی پابندیوں سے بچنے کے لئے مشرقی افریقہ کے یوگنڈا میں دو طیاروں کے ذریعے سونا بھجوایا ہے۔(یو این آئی)

افغانستان دنیا کا سب سے زیادہ شورش زدہ ملک

افغانستان دنیا کا سب سے زیادہ شورش زدہ ملک ہے اور اس معاملہ میں اس نے خانہ جنگی سے متاثر شام کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ آسٹریلیا میں واقع انسٹی ٹیوٹ فار اکونومکس اینڈ پیس کی رپورٹ میں اس بات کا انکشاف کیا گیا ہے۔ اس رپورٹ میں ۱۶۳؍ممالک میں ”پرامن حالات“ کا جائزہ لیا گیا۔(یو این آئی)

ڈاکٹر محمد مرسی کی موت: اردگان کا مصری حکومت کو عالمی عدالت میں لیجانے کا اعلان

مصر کے سابق صدر ڈاکٹر محمد مرسی کی موت پر ترکی کے صدر رجب طیب اردگان نے عزم کا اظہار کیا ہے کہ سابق صدر کی موت کے ”مجرم“ مصری حکومت کو عالمی عدالت میں لے جائیں گے۔ استنبول میں انتخابی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مصر کے سابق صدر محمد مرسی کمرہ عدالت میں ۲۰؍منٹ تک مدد کے لیے ہاتھ ہلاتے رہے، لیکن حکام نے توجہ نہیں دی۔ انہوں نے کہا کہ ”میں اس لئے کہتا ہوں کہ محمد مرسی مرے نہیں بلکہ انہیں قتل کیا گیا۔“(یو این آئی)

یو اے ای کا ۱۸؍سال سے کم عمر سیاحوں کے لیے مفت ویزے کا اعلان

متحدہ عرب امارات نے موسم گرما میں اپنے والدین کے ساتھ آنے والے ایسے بچوں کی ویزہ فیس نہ لینے کا اعلان کیا ہے جن کی عمریں ۱۸؍برس سے کم ہیں۔ متحدہ عرب امارات کے تحت فیڈرل اتھارٹی آف آئڈینٹیٹی اینڈ سٹیزن شپ نے اعلان کیا ہے کہ ۱۴؍روزہ سیاحتی ویزا کے لیے فی کس فیس ۴۹۷؍درہم ہے جو ۱۸؍سال سے کم عمر کے بچوں سے نہیں لی جائے گی۔ اماراتی حکومت نے اس کا اعلان گزشتہ سال ستمبر میں کیا تھا جس پر اس سال سے عمل کیا جارہا ہے۔ امارات میں لوگوں نے اسے خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا ہے اس سے امارات اور خلیجی ممالک میں سیاحت کو فروغ ملے گا۔(نیوز ایکسپریس)

دنیا بھر میں ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ میں پھر اضافہ

دنیا بھر میں جوہری طاقتوں میں ایک مرتبہ پھر اپنے ایٹمی اسلحے کو مزید جدید تر اور مہلک بنانے کے رجحان میں اضافہ دیکھا جانے لگا ہے۔ سویڈن میں قائم بین الاقوامی ادارے اسٹاک ہوم انٹرنیشنل پیس ریسرچ انسٹیٹیوٹ ”سپری“ کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں جوہری طاقتوں نے اپنے ایٹمی اسلحے کو جدید تر بنانے کے لیے سرمایہ کاری میں اضافہ کردیا ہے۔ اس رپورٹ میں سپری نے جن ممالک کے پاس جوہری ہتھیاروں کی موجودگی تسلیم کی ہے ان میں امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس، چین، بھارت، پاکستان، اسرائیل اور شمالی کوریا شامل ہیں۔(نیوز ایکسپریس)

نئی تعلیمی پالیسی میں اقلیتوں کو کیا جارہا نظر انداز

انگریزی زبان میں تقریباً پانچ سو صفحات اور ہندی زبان میں ساڑھے چھ سو صفحات پر مشتمل مجوزہ جدید تعلیمی پالیسی دستاویز میں ہندوستان کی سب سے بڑی اقلیت مسلمان اور ان کے تعلیمی رویے کے بابت محض ڈیڑھ صفحہ پر مشتمل بے ربط انداز میں چند باتیں لکھی گئی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ اقلیتی تعلیم اداروں کے سلسلہ میں پالیسی سازوں نے مکمل طور پر معاندانہ رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔ اقلیتوں کے تعلیمی اداروں کی بقاء اور فروغ کے سلسلہ میں پالیسی بالکل خاموش ہے۔ سرسری طور پر ڈرافٹ کو پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ اب تمام اختیارات، مرکزی حکومت کے ہاتھ میں آجائینگے۔ جس کے مطابق حکومت تعلیمی سیکٹر کے لئے اپنی پبلک فنڈنگ آہستہ، آہستہ ختم کردیگی۔ دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک میں تعلیم وریسرچ پر قومی بجٹ کا ۶؍فیصد خرچ کیا جاتا ہے جبکہ ہمارے یہاں ۲؍فیصد بھی بجٹ نہیں دیا جاتا۔ ایسا لگتا ہے کہ حکومت اپنی پالیسی کے مطابق آہستہ، آہستہ، سرکاری اداروں کو کم اور بند کردے گی، خدشہ اس بات کا ہے کہ جتنے ملک میں عطیہ جات ادارے ہیں انہیں بھی تنقیح اور معیار تعلیم کے لازمی مطلوبات کے مطابق نہ رہنے کا بہانا کرتے ہوئے اقلیتی تعلیمی اداروں کا خاتمہ عمل میں آئے گا۔ نئی تعلیمی پالیسی ۲۰۱۹ء میں ایسے اشارے بھی ملتے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بڑے پیانے پر ہندوتو اتحریکات اور آر ایس ایس کے کارکنوں کا ہر تعلیمی ادارے میں دخل ہوگا، پالیسی دستاویز میں اسکا ہلکا سا ذکر کیا گیا ہے ہے کہ کارکنان تعلیمی اداروں کے درس وتدریس کے نظام پر نظر رکھیں گے۔ اسکی صراحت نہیں ہے کہ یہ کارکنان رضا کارکون ہوں گے، انکے اختیارات کیا ہوں گے، بین السطور میں یہ کہا جارہا ہے کہ ان ہی کی سفارشات اور رحم وکرم پر اداروں کی بقاء منحصر ہوگی۔ حکومت قدیم ہندوستانی ویدک تہذیب اور نالندہ کے طریقہء تعلیم کو رائج کرنا چاہتی ہے۔ میوسیقی اور رقص کی کلاسیں ایک ساتھ ہوں گی، سرسوتی پوجا، یوگا نیز ہندو مذہبی تعلیمات کو لازمی طور پر شامل رکھنے کی بات بھی شامل دستاویز ہے۔ مسلمانوں کے ۸۷؍فیصد بچے سرکاری اسکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، اگر سرکاری اسکولوں کے بجٹ کو کم کردیا جائے، یا پھر سرکاری نصاب میں ان تمام مذہبی تعلیمات کو لازم کردیا جائے گا، اس میں اندیشہ اس بات کا بھی ہے کہ اسکریننگ ٹیسٹ کے نام پر مخصوص طلبہ کو داخلے سے روکا جائے گا جیسا کہ دیگر اہلیتی امتحانات میں کثرت سے یہ ہورہا ہے اگر یہی رویہ رہا تو ہندوستانی مسلمانوں کا مستقبل کیا ہوگا کہنا مشکل ہے۔ ماہرین تعلیم اور تعلیمی اداروں کے سربراہ کی ملک بھر میں مجالس ہورہی ہیں، حکومت سے مطالبہ کیا جارہا ہے کہ تجاویز داخل کرنے کے لیے کم ازکم مزید تین ماہ کی مدّت میں اضافہ کیا جائے۔ انکار کی صورت میں سپریم کورٹ میں رٹ اپیل داخل کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ عیسائی مشنریوں کے لاکھوں تعلیمی ادارے ملک میں چل رہے ہیں وہ بھی مسلمانوں سے زیادہ پریشان ہیں، ایک دوسرے سے اور ماہرین قانون وقانون دانوں سے رائے اور مشورے لیے جارہے ہیں۔ اس نئی تعلیمی پالیسی ۲۰۱۹ء کے سلسلہ میں تمام ماہرین تعلیم کو شدید خدشات ہیں۔ علماء کرام اور مسلم دانشوران کو اس جانب سخت توجہ دینے کی ضرورت ہے اور گہرائی کے ساتھ تعلیمی پالیسی کا مطالعہ کرکے اس کی کمیوں اور اس میں چھپے زعفرانی ایجنڈے کو منظر عام پر لانا ہوگا۔

یوپی میں مدرسہ ٹیچروں کی تقرری کے لیے اردو کی لازمیت ختم

اترپردیش حکومت نے ریاست میں اترپردیش مدرسہ بورڈ سے تسلیم شدہ سرکاری امداد یافتہ دینی مدارس میں سائنس اور حساب کے اساتذہ کی تقرری کے لئے اردو زبان کی لازمیت کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اترپردیش مدرسہ بورڈ کے ایک افسر کے مطابق یہ معاملہ ریاستی حکومت کے سامنے کافی دنوں سے زیر غور تھا۔ اب حکومت کی ہدایت پر محکمہ اقلیتی فلاح وبہبود کی جانب سے ایک کابینی نوٹ تیار کرکے اسے آگے کاروائی کے لئے حکومت کے پاس بھیج دیا گیا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ اس وقت اترپردیش حکومت ۵۶۰؍مدارس کو گرانٹ دیتی ہے۔ مالی سال ۲۰۱۹۔۲۰؍میں سرکاری امداد یافتہ مدارس کو ملنے والے گرانٹ کی سالانہ رقم ۸۴۴؍کروڑ روپے ہے۔ ملحوظ رہے کہ سرکاری امداد حاصل کرنے کے لئے مدارس کو یوپی مدرسہ بورڈ سے منظوری حاصل کرنی ہوتی ہے۔ مجموعی ۵۶۰؍امداد یافتہ دینی مدارس میں سے تقریباً ۳۵۰؍مدارس پرائمری سے فاضل تک کی تعلیم دیتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اوسطاً ایک مدرسے کو تین سے چار لاکھ روپے ماہانہ ملتے ہیں جس میں ۱۵؍سے ۱۷؍اساتذہ کی تنخواہیں شامل ہوتی ہیں۔ یوپی مدرسہ بورڈ کے تحت رجسٹرڈ امداد یافتہ اور غیر امداد یافتہ مدارس میں زیر تعلیم طلبہ کی مجموعی تعداد ۲۶؍لاکھ ہے۔ ملحوظ رہے کہ حکومت کے اس فیصلے سے قبل سرکاری امداد یافتہ مدارس میں صرف انہیں ٹیچروں کی تقرری ہوسکتی تھی، جنہوں نے اردو کو بطور ایک مضمون کے طور پر پڑھا ہو اور اردو سے اچھی واقفیت رکھتے ہوں، لیکن اب مدارس میں غیر اردوداں ٹیچروں کی بھی تقرری کا راستہ صاف ہوگیا ہے۔ اترپردیش کی یوگی حکومت نے سال ۲۰۱۸ء میں ایک پورٹل لانچ کرکے ریاست بھر کے تمام ۱۹۰۰۰؍مدارس کے لیے پورٹل پر رجسٹریشن کو لازمی قرار دیا تھا۔ پورٹل پر رجسٹریشن کی لازمیت کے بعد غیر امداد یافتہ ۱۹۰۰۰؍مدارس میں سے ۴۲۰۰؍مدارس معدوم قرار دے دیے گئے، اس طرح سے اس وقت یوپی مدرسہ بورڈ کے تحت چلنے والے مدارس کی تعداد ۱۴۰۰۰؍ہے۔ خیال رہے کہ حکومت نے یہ فیصلہ مدارس میں بے قاعدگیوں کی مسلسل مل رہی شکایت کے بعد کیا تھا تاکہ یوپی مدرسہ بورڈ کے تحت چلنے والے مدارس کے کاموں میں شفافیت لائی جاسکے۔ ۱۸؍اگست ۲۰۱۷ء کو پورٹل کی لانچنگ کے موقع پر یوپی کے اقلیتی امور کے وزیر محسن رضا نے کہا تھا ”مدارس میں بے قاعدگیوں کی بہت ساری شکایتیں موصول ہورہی تھیں لہٰذا مدارس کے آن لائن رجسٹریشن کا فیصلہ کیا گیا ہے تاکہ تمام مدارس کی تفصیلات، ان کے انتظامیہ، اساتذہ وغیرہ کی معلومات آن لائن دستیاب ہو۔ دو مہینے کی طویل جانچ پرکھ کے بعد یوپی حکومت نے ۴۶؍مدارس کے گرانٹ کو روکنے کا فیصلہ کیا تھا جو کہ حکومت کے میعار کے مطابق نہیں تھے۔ ان ۴۶؍مدارس کی گرانٹ اپریل ۲۰۱۷ء سے روکی گئی تھی۔ اس ضمن میں جانچ کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، ڈسٹرک انسپکٹر آف اسکول اور ڈسٹرکٹ مائنارٹی ویلفیئر افسران کی ایک مشترکہ ٹیم تشکیل دی گئی تھی۔ مدارس جن کے گرانٹ کو حکومت نے بند کیا ان میں کانپور، کشی نگر، قنوج، منو، اعظم گڑھ، مہاراج گنج، سدھارتھ نگر، مہوبہ، شراستی، بنارس، فیض آباد، غازی پور، جونپور، بارہ بنکی، سنت کبیر نگر، جھانسی اضلاع کے مدارس شامل تھے۔(یو این آئی)

طب وسائنس

آم کے خاص فوائد

آم کو پھلوں کا بادشاہ کہا جاتا ہے اس کا صرف ذائقہ ہی لاجواب نہیں ہوتا بلکہ آم کھانے کے بیشمار فوائد ہیں۔

مہر خبر رساں ایجنسی نے غیر ملکی ذرائع کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آم کو پھلوں کا بادشاہ کہا جاتا ہے اس کا صرف ذائقہ ہی لاجواب نہیں ہوتا بلکہ آم کھانے کے بیشمار فوائد ہیں۔

آم کے بہترین فوائد: پختہ آم مولد خون ہے۔ یہ آنتوں کو قوت دیتا ہے۔ آم مقوی باہ ہے۔ یہ معدہ، گردہ، مثانہ کو طاقت دیتا ہے۔ قدرے دیر ہضم ہوتا ہے۔ تین ماشے آم کا گودا پانی کے ساتھ دینے سے پیچش بند ہوجاتے ہیں۔ آم کا مربہ پھیپھڑوں، دل اور مثانے کو طاقت دیتا ہے۔ بعض اطباء کے نزدیک اگر آم کے پھولوں کو جب وہ نئے نکلے ہوں تو ہاتھ میں رگڑ کر پھینک دیں اور بچھو کی کاٹی ہوئی جگہ پر صرف ہاتھ پھیرنے) تین دفعہ (سے زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔ ہاتھ میں آم کے تازہ پھولوں کا اثر ایک سال تک رہتا ہے۔ آم کو چوس کر کھانا بہتر ہوتا ہے۔ آموں کو برف یا ٹھنڈے پانی میں تھوڑی دیر رکھ کر کھانا چاہیے اور کھانے سے پہلے اچھی طرح سے دھو لینا چاہیے تاکہ آم کی گوند اچھی طرح سے صاف ہوجائے۔ ورنہ وہ گلے میں خراش کا سبب بنتی ہے۔ آم کھانے کے بعد دودھ کی لسی ضروری پینی چاہیے۔ آم اعضائے رئیسہ کو قوت دیتا ہے۔ اس کے کھانے سے جسم موٹا ہوتا ہے۔ بے خوابی کی شکایت دور کرنے کیلئے ایک آم کا کھانا اور بعدازاں ٹھنڈا دودھ پینا بے حد مفید ہوتا ہے۔ آم پیشاب آور ہے۔ اگر آم کھانے کے بعد تھوڑے سے جامن کھا لیے جائیں تو اس کی گرمی زائل ہوجاتی ہے۔ میٹھے اور تازہ آم کا تھوڑا سا گودا اگر حاملہ کو روزانہ کھلایا جائے تو ایسا کرنے سے بچہ تندرست اور صحت مند پیدا ہوتا ہے۔

جلد بوڑھا ہونے سے بچاتا ہے: طبی ماہرین کے مطابق آم وٹامن ای سے بھرپور ہے جس کے استعمال سے انسان صحت مند اور شاداب رہتا ہے جب کہ یہ وٹامن جلد کو تروتازگی فراہم کرتے ہیں اور چہرے پر دانوں اور کیل مہاسوں سے بچاتے ہیں۔ آم میں شامل وٹامن سی خون میں کولیسٹرول کی مقدار کم کرتا ہے جب کہ اس میں موجود وٹامن اے بینائی کو کمزور ہونے سے بچاتا ہے اور اس کے علاوہ یہ پھل سورج کی تیز شعاعوں سے بھی آنکھوں کو خراب ہونے سے بچاتا ہے۔

دمے سے محفوظ رکھتا ہے: ماہرین کے مطابق آم میں موجود اجزا انسانی جسم کے لیے انتہائی مفید ثابت ہوتے ہیں اور جو لوگ آم کا زیادہ استعمال کرتے ہیں ان کے دمے کے مرض میں مبتلا ہونے کے امکانات کم سے کم ہوجاتے ہیں۔

کینسر سے بچاؤ میں معاون: طبی ماہرین کے مطابق آم میں شامل اینٹی آکسیڈنٹ آنتوں اور خون کے کینسر کے خطرے کو کم کرتا ہے جب کہ گلے کے غدود کے کینسر کے خلاف بھی یہ مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے ماہرین کے مطابق کولون یا بڑی آنت کے سرطان کے خلاف آم ایک اہم مدافعانہ ہتھیار ثابت ہوا ہے اور آم کھانے کے شوقین لوگوں میں اس سرطان کی شرح نمایاں طور پر کم دیکھی گئی ہے۔

ہڈیوں کی صحت کیلیے مفید: ماہرین کا کہنا ہے کہ آم کا استعمال ہڈیوں کی بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے اس میں موجود کیلشیم ہڈیوں کو مضبوط رکھتا ہے اور آم کھانے کے شوقین افراد میں وقت سے پہلے ہڈیوں کی کمزوری کے امکانات کم ہوجاتے ہیں۔

ذیابطیس میں بھی کارآمد: تحقیق کے مطابق آم میں موجود وٹامن اے، بی، سی اور فائبر کے علاوہ 20 دیگر اجزا پائے جاتے ہیں جو خون کی گردش میں شکر کے جذب ہونے کے عمل کو کم کرتے ہیں۔ امریکی ماہرین کے مطابق آم میں موجود قدرتی مٹھاس کی مناسب مقدار شوگر کے مریضوں کے لئے نقصان دہ نہیں ہوتی۔

نظام ہاضمہ کیلیے ضروری: آم میں موجود ریشے جنہیں فائبر بھی کہا جاتا ہے آنتوں کی صفائی کرتے ہیں اور نظام ہضم کو درست رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔

دل کی صحت کیلیے مفید: ماہرین کا کہنا ہے کہ دل کے امراض میں مبتلا افراد کے لیے آم ایک بہترین پھل ہے اس میں موجود پوٹاشیم، فائبر اور وٹامن دل کی صحت میں اضافے کا باعث بنتے ہیں جب کہ اس میں موجود بڑی تعداد میں پوٹاشیم بلڈ پریشر کو کنٹرول کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

انفیکشن کے خلاف مؤثر دوا: ماہرین صحت کے مطابق تمام بیکٹیریا کا حملہ اس لیے ممکن ہوتا ہے کہ جسم کی خارجی تہہ بنانے والی بافتیں کمزور ہوجاتی ہیں تاہم آم کے موسم میں اس کا آزادانہ استعمال بافتوں کی اس کمزوری کو دور کرتا ہے چنانچہ بیکٹیریا کا جسم میں داخلہ ممکن نہیں رہتا اس کیفیت کے بعد پے در پے انفیکشن مثلاً نزلہ، زکام اور ناک کی سوزش رونما نہیں ہوئی۔ اس تحفظ کی وجہ آم میں پائی جانے والی وٹامن اے کی وافر مقدار ہے۔

آم کا اچار بھوک بڑھاتا ہے: آم کا گودا چہرے پر مل کر سوکھنے پر ٹھنڈے پانی سے دھونے سے چہرہ صاف اور ملائم ہوجاتا ہے۔ بینائی کو قوت دیتا ہے بشرطیکہ آم کھانے کے بعد لسی پی جائے۔ آم منہ کی بے مزگی کو دور کرتا ہے۔ بدن کا رنگ نکھرتا ہے۔

آم کے دیگر فوائد: آم بینائی کو قوت دیتا ہے۔ دودھ پلانے والی خواتین کو آم کھلانے سے ان کے دودھ میں اضافہ ہوتا ہے۔ آم کے پتوں کی چائے پینے سے نزلہ، زکام، کمزوری دماغ اور ہچکی دور ہوجاتی ہے۔ لو لگنے کی صورت میں کچے آم کو آگ میں بھون کر گڑ کے شربت میں اس کا رس ملا کر پلانے سے فوری آرام ہوجاتا ہے۔ آم کا بور اور پتے خشک کر کے باریک پیس لیں۔ چند روز کے استعمال سے بال سیاہ ہوجائیں گے۔ مقدار ایک چمچہ چائے والا سفوف صبح وشام ہمراہ پانی سے۔ جسم کی خشکی، بے رونقی، زردی اور کمزوری کو دور کرنے کیلئے روزانہ ایک آم کھانا اور بعدازاں ایک گلاس لسی استعمال کرنا بے حد مفید ہے۔ مثانے کی پتھری دور کرنے کیلئے صبح نہار منہ کچے آم دو تین تولے روزانہ کھلانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ آم کی گٹھلیاں دو عدد اور تین دانہ سیاہ مرچ کو رگڑ کر سانپ کاٹے والے کو پلانے سے مارگزیدہ کو سردی محسوس ہوگی اور زہر دور ہوجائے گا۔ آم کا تازہ رس پانچ تولہ، میٹھا دہی ایک پاؤ اور ادرک کا رس چائے والا ایک چمچہ تمام کو ملا کر پینے سے زرد چہرہ، کمزور اور مشکل سے سانس نکلنا کی بیماریوں کیلئے بے حد مفید ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

رحمانی 30 کے طلبہ وطالبات کی آئی آئی ٹی (جے ای ای) میں ایک بار پھر شاندار کامیابی

رحمانی پروگرام آف ایکسیلنس (رحمانی تھرٹی) کے طلبہ نے ایک بار پھر دنیا کی سب سے سخت ترین مقابلہ جاتی امتحان، آئی آئی ٹی کی اعلیٰ درجے کی کامیابی حاصل کی ہے، رحمانی تھرٹی کے ایک سو نو میں سے ۱۰۷/۱۴۱ طالب علموں نے اس سال کامیابی حاصل کی، جے ای مینس میں ۱۳۲/ طلبہ نوے فیصد نمبرات کے ساتھ کامیاب ہوئے تھے، میڈیکل میں داخلہ کے لیے لیے جانے والے مقابلہ جاتی امتحان NEET میں تقریبا سو فیصد طالبات نے کامیابی حاصل کی۔ واضح ہو کہ جے ای ایڈوانس میں کامیاب طلبہ کا رینک کے حساب سے ہندستان کے مشہور آئی آئی ٹی کالجوں میں داخلہ ہوتا ہے۔ جے ای ایڈوانس میں وہی طلبہ شریک ہو سکتے ہیں، جنہوں نے جے ای مینس کا امتحان دیا ہو اور اس میں کامیابی حاصل کی ہو، اس بار جے ای مینس کے امتحان میں رحمانی تھرٹی کے کل بانوے فیصد طلبہ نے کامیابی حاصل کی۔ اس بار رحمانی تھرٹی کے طلبہ نے جنرل رینک میں ۱۵۳۱/ تک رینک حاصل کیا ہے، جبکہ ریزروڈ کیٹگری میں ۹۶/ رینک تک حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

وفاق المدارس کی اسناد مختلف یونیورسٹیوں سے منظور

وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ مدارس کے اجتماعی نظام کی ایک شکل ہے، یہاں کا نصاب تعلیم، نظام تعلیم اور نظام امتحان یکساں ہے، وفاق اس بات کی بھی کوشش کرتا ہے کہ جو طلبہ اپنے تعلیمی سلسلہ کو برقرار رکھنے کے لئے کالج یا یونیورسٹی میں داخلہ لینا چاہتے ہوں، ان کو دشواری نہ پیش آئے اس سلسلہ میں وفاق کے ذمہ داروں کی کاوش اور جدوجہد برابر جاری ہے، الحمدللہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد سے اسناد وفاق کو منظوری مل چکی ہے، ہمدرد یونیورسیٹی نے وفاق المدارس کے تین مدارس دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ، مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ اور مدرسہ اسلامیہ شکرپور بھرواڑہ سے فارغ ہونے والے طلبہ کی اسناد کو منظوری دیدی ہے، بقیہ اداروں کے لیے کوشش جاری ہے، جامعہ ملیہ، علی گڈھ مسلم یونیورسٹی اور مولانا مظہر الحق عربی فارسی یونیورسٹی میں درخواست زیر غور ہے اور کارروائی کے مختلف مراحل میں ہے، ان خیالات کا اظہار ناظم وفاق المدارس مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے کیا، واضح رہے کہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے لکھنؤ کیمپس میں تعلیمی سال ۲۰۱۹-۲۰ء کے لئے اردو، عربی، فارسی اور انگریزی میں ایم اے اور بی اے کے ریگولر کورسز میں داخلے جاری ہیں، ان کورسز میں داخلہ کی آخری تاریخ ۳۰رجون ۲۰۱۹ء ہے، فارم صرف آن لائن ہی بھرا جاسکتا ہے، تمام پروگراموں سے متعلق تفصیلات ای پراسپکٹس اور آن لائن درخواست فارم یونیورسٹی کے ویب سائٹ www.manuu.ac.in پر دستیاب ہیں، تفصیلات یا کسی وضاحت کے لئے نظامت داخلہ کو admissionsreguler@manuu.edu.in پر ای میل کریں۔ یہ یونیورسیٹی مدارس اور یونیورسٹی کے درمیان ایک رابطے کے طور پر اپنے تعلیمی پروگرام کو فروغ دینا چاہتی ہے، تاکہ مدارس کے بچے ملک کی تعلیمی سہولت سے کماحقہ فائدہ اٹھا سکیں۔ وفاق المدارس سے ملحق مدارس سے جن حضرات نے فضیلت کی سند لی ہے، ان کے لیے اس یونیورسیٹی میں داخلہ کا زریں موقع ہے، تفصیلات کے لیے مولانا آزاد یونیورسیٹی کا پراسپکٹس دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ اطلاع مولانا محمد سعید کریمی، رفیق وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ نے دی ہے۔

گرامین بینکوں میں ہوں گی بحالیاں

انسٹی ٹیوٹ آف پرسنل سلیکشن (آئی پی ایس) نے 45 چھیتریہ گرامین بینکوں (آر آر بی) میں 8334 بحالی کے لئے درخواست طلب کیے ہیں۔ شائع اشتہار کے مطابق چھیتریہ گرامین بینکوں میں گروپ اے اور گروپ بی عہدوں کے لئے بحالی ہوگی۔ ان میں آفس اسٹنٹ کے لئے 3688 عہدے ہیں اور آفیسر اسکیل۔1 (اسسٹنٹ مینیجر) کے ۳۳۵۷ عہدے شامل ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ آف بینکنگ پروفیشنل سلیکشن (آئی پی ایس) نے اس کے لئے اشتہار شائع کیا ہے۔ آئی بی پی ایس کے مطابق 18 جون سے 4 جولائی تک آن لائن درخواست بھرے جائیں گے۔ یہ جانکاری محکمہ کابینہ سکریٹریٹ راج بھاشا اور اردو ڈائرکٹوریٹ کے ڈائرکٹر جناب امتیاز احمد کریمی نے دی ہیں۔ انہوں نے مزید جانکاری دیتے ہوئے بتایا کہ اس عہدے کے لئے کسی بھی سبجیکٹ میں گریجویشن یا گریجویشن کے مساوی درجہ کا سرٹی فکیٹ رکھنے والے امیدوار اہل ہو سکتے ہیں۔ آفس اسکیل 1 کے لئے پری اکزام ٹریننگ 21 سے 26 جولائی تک ہوگی وہیں آفس اسسٹنٹ کے لئے پری اکزام ٹریننگ 27 جولائی سے 1 اگست 2019 تک ہوں گے، پی ٹی آفیسر اسکیل 1 اور آفس اسسٹنٹ کے لئے امتحان اگست میں ہی ہوں گے، جب کہ رزلٹ ستمبر میں آئیں گے، بہار میں پٹنہ، آرہ، اورنگ آباد، بھاگلپور، دربھنگہ، گیا مظفرپور، پورنیہ اور سمستی پور میں امتحان مراکز بنائے گئے ہیں۔ آن لائن فارم بھرنے یا دیگر ضروری معلومات حاصل کرنے کے لئے ویب سائٹ www.ibps.in پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

نفاق ایک خطرناک اور مہلک مرض

محمد قمرالزماں ندوی

نفاق ایک مہلک اور خطرناک باطنی وروحانی بیماری ہے، اس بیماری اور مرض میں مبتلا رہتے ہوئے بھی آدمی احساس نہیں کر پاتا کہ میرے اندر یہ روگ اور بیماری ہے۔ عموما لوگ اس بیماری سے ناواقف ہوتے ہیں یا ناواقفیت کا اظہار کرتے ہیں۔ بسا اوقات بلکہ اکثر اوقات آدمی اس کا شکار ہوکر بجائے مفسد کے اپنے کو مصلح سمجھنے لگتا ہے۔ نفاق ایسی بیماری ہے جو انسان کو پستی اور گراوٹ کی آخری حد تک پہنچا دیتی ہے، ایسی برائی ہے جو سو برائیوں کی جڑ ہے، اس بیماری اور براء کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ منافقین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی اس کے باوجود ان کی تربیت واصلاح نہیں ہوسکی، کیونکہ نفاق انسان کی حق بینی اور راست بازی کی صلاحیت کو فنا و برباد کر دیتا ہے، چنانچہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دور مسعود اور ساعت ہمایوں میں بھی منافق بے امیز حقیقتوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے ان کے روح، ایمان اور نور ایمان سے لبریز نہیں ہو سکے اور کفر وشرک اور عناد وہٹ دھرمی اور ضلالت کے اندھیروں میں پڑے رہے۔

عربی زبان میں ''نفق'' کہتے ہیں اس سرنگ کو جس کے دو دہانے ہوتے ہیں اور نافقاء جنگلی چوہے کو کہتے ہیں جس میں ایک طرف سے داخل ہوتا ہے اور دوسری طرف نکل جاتا ہے، اسی سے نفاق ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں دین میں ایک دروازے سے داخل ہوکر دوسرے دروازے سے نکل جانا۔ (مستفاد قاموس القرآن)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی مثال اس بکری سے دی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان پھر رہی ہو، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مثل المنافق کمثل الشاة العائرة بین الغنمین ،تعیر الی هذه مرةو الی هذه مرة.'' (مسلم کتاب صفات المنافقین و احکامهم)

منافق کی مثال اس بکری جیسی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان پھر رہی ہو، ایک مرتبہ اس ریوڑ کی طرف اتی ہے اور دوسری بار اس ریوڑ کی طرف جاتی ہے۔ منافقین کا کوئی دھرم اور مذہب نہیں ہوتا، یہ آستین کے سانپ ہوتے ہیں، کھلا دشمن تو سامنے سے وار کرتا ہے لیکن منافقین پیٹھ پیچھے سے حملہ کرتے ہیں اور چھرا گھونپتے ہیں، یہ منھ سے اللہ اللہ کرتے ہیں، لیکن بغل میں چھری رکھتے ہیں، یہ ہر فریق سے اپنے فائدے کے لئے جڑے رہتے ہیں، ان کی سوچ رہتی ہے کہ:

''باغباں بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی''

نفاق یہ وہ روگ اور بیماری ہے جس سے انسان کا نور بصیرت سلب ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نفاق سے حد درجہ پناہ مانگتے تھے۔ حضرت ابوملیکہ کہتے ہیں کہ میں نے تیس صحابہ کرام سے ملاقات کی، ان میں سے ہر ایک کو اپنے متعلق اندیشہ نفاق سے خوف زدہ پایا۔ (بخاری شریف کتاب الایمان)

حضرت حسن بصری رح فرمایا کرتے تھے کہ نفاق کی طرف سے صرف منافقین مطمئن ہوسکتا ہے اور اس سے ڈرنا اور چوکنا رہنا مومن کی صفت ہے۔ صحابہ کرام اکثر اوقات اپنے ایمان واعمال کا جائزہ لیتے رہتے تھے تاکہ نفاق سے محفوظ رہ سکیں۔ نفاق دراصل منفی سوچ اور منفی ذہنیت کی پیداوار ہے جو ہمیشہ منافق کو تذبذب اور لیت ولعل کا شکار بنائے رکھتی ہے گویا نفاق انسان کو ایک ایسے چوراہے پر لا کھڑا کرتا ہے جہاں کوئی راستہ متعین نہیں ہوتا، وہ ہر دم اور ہر آن اس سوچ میں کھڑا رہتا ہے کہ آخر کس جماعت میں شامل ہو اور اپنا مستقبل کس گروپ اور گروہ سے وابستہ کرے؟ منافق کی اسی کیفیت کو حدیث شریف میں حیران و پریشان بکری سے تشبیہ دی گئی ہے جو کبھی اس ریوڑ میں شامل ہونا چاہتی ہے اور کبھی دوسرے غول اور ریوڑ میں۔

نفاق درحقیقت انسان کے ظاہر و باطن کے باہمی اختلاف کو کہتے ہیں جس کی متعدد شکلیں اور علامتیں بیان کی گئی ہیں مگر اصولی طور پر ان کی تین یا چار شکلیں ہیں جن کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے۔

☆**نفاق اعتقادی**: اور عملی نفاق کے سلسلہ میں بھی کچھ باتیں آچکی ہیں یہاں مزید کچھ وضاحت کی ضرورت ہے۔ مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ نفاق کی حقیقت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''حقیقی اور اصلی نفاق، انسان کی جس بدترین حالت کا نام ہے، وہ تو یہ ہے کہ آدمی نے دل سے تو اسلام قبول نہ کیا ہو (بلکہ دل سے اس کا منکر اور مخالف ہو) لیکن کسی وجہ سے وہ اپنے کو مومن ومسلم ظاہر کرتا ہو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عبداللہ بن ابی وغیرہ مشہور منافقین کا حال تھا، یہ نفاق دراصل بدترین اور ذلیل ترین قسم کا کفر ہے، اور ان ہی منافقین کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ '' اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.'' ضرور بالضرور یہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ڈالے جائیں گے۔ لیکن بعض بری عادتیں اور بد خصلتیں بھی ایسی ہیں، جن کو منافقین سے خاص نسبت اور مناسبت ہے اور دراصل ان ہی کی عادتیں اور خصلتیں ہیں، اور کسی صاحب ایمان میں ان کی پرچھائیں بھی نہیں ہونی چاہئے۔ پس اگر بدقسمتی سے کسی مسلمان میں ان میں سے کوئی عادت ہو تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس میں یہ منافقانہ عادت ہے اور اگر کسی میں بدبختی سے منافقوں والی وہ ساری عادتیں جمع ہو جائیں تو سمجھا جائے گا کہ وہ شخص اپنی سیرت میں پورا منافق ہے۔ الغرض ایک نفاق تو ایمان وعقیدے کا نفاق ہے، جو کفر کی بدترین قسم ہے۔ لیکن اس کے علاوہ کسی شخص کی سیرت کا منافقوں والی سیرت ہونا بھی ایک قسم کا نفاق ہے، مگر وہ عقیدے کا نفاق نہیں، بلکہ سیرت اور کردار کا نفاق ہے۔ اور ایک مسلمان کے لئے جس طرح یہ ضروری ہے کہ وہ کفر وشرک اور اعتقادی نفاق کی نجاست سے بچے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ منافقانہ سیرت اور منافقانہ اعمال واخلاق کی گندگی سے بھی اپنے کو محفوظ رکھے۔ (معارف الحدیث)

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے منافق کے بارے میں جو چیز نمایاں ہوکر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ منافق کی سرشت میں دوغلی پالیسی اور خودغرضی ہوتی ہے، مفاد پرستی اس کا شعار ہوتا ہے، خیانت ودغل اس کا وطیرہ اور شیوہ ہوتا ہے، اس کو محض دنیوی مفاد اور منفعت عزیز ہوتی ہے، اس کی نگاہ صرف اس پر مرکوز ہوتی ہے کہ اپنی جان ومال کی حفاظت کیونکر ہو، اس کے اندر حالات سے نبرد آزما ہونے اور مشکلات کا سامنا کرنے کی سکت نہیں ہوتی، وہ عافیت کا متلاشی ہوتا ہے، خواہ یہ عافیت کسی کے یہاں اور کسی خیمہ میں بھی مل سکے اس کو اس کی فکر نہیں ہوتی کہ یہ عافیت پسندی دنیا یا آخرت کہیں کا بھی اسے رہنے نہیں دے گی۔ منافق انسان اپنی گفتگو اور تقریر میں زور بیانی دکھا کر مجمع کو مرعوب کرنا چاہتا ہے اور اپنی جادو بیانی سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کر لیتا ہے، لیکن حق اور سچائی سے اسے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کا سارا بیان بے نور اور بے کیف ہوتا ہے۔ ذرا بھی غور وفکر سے کام لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ اس کی باتیں محض باتیں ہیں جن کے پیچھے کوئی گہرا احساس اور حق شناسی کام نہیں کر رہی ہے۔ (مستفاد کلام نبوت: ۲/۴۲۰)

منافقوں کی مفاد پرستانہ ودورخی پالیسی اور منفی ذہنیت کو اللہ تعالی نے قرآن مجید میں متعدد مواقع پر بیان کیا ہے۔ ایک موقع پر اللہ تعالی نے فرمایا: اَلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَ اِنْ كَانَ لِلْكَافِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَ نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا. اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلَاةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا. مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا. (سورہ نساء: ۱۴۱-۱۴۳)

یہ منافق تمہارے انجام کے منتظر رہتے ہیں، اگر تم مسلمان بحکم خداوندی جیت گئے، تو تم سے کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ لاؤ ہمیں بھی مال غنیمت دو اور اگر کافروں کو فتح نصیب ہوئی تو ان سے کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے خلاف لڑنے پر قادر نہیں تھے، لیکن پھر بھی ہم نے تم کو مسلمانوں کے ہاتھ سے بچایا، پس لڑائی میں جو کچھ ملا ہے ہمارا بھی حصہ لگاو، بس اللہ ہی تمہارے اور ان کے معاملہ کا فیصلہ قیامت کے روز کرے گا۔ اللہ تعالی نے کافروں کے لئے مسلمانوں پر غالب آنے کی کوئی سبیل نہیں رکھی ہے۔ یہ منافق اللہ تعالی کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے، جب یہ نماز کے لئے اٹھتے ہیں تو کسمساتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کے لئے اٹھتے ہیں۔ اور خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں، کفر وایمان کے درمیان ڈانوا ڈول ہیں، نہ پورے اس طرف اور نہ پورے اس طرف۔

اس طرح کی متعدد آیتیں ہیں جن میں منافقوں کے منفی اخلاق وکردار اور مفاد پرستانہ پالیسی کو اجاگر کیا گیا ہے۔ آج کے حالات میں جہاں عملی نفاق کا دور دورہ ہے مخلص اور غیر مخلص اپنے اور پرائے میں فرق کرنا مشکل ہو رہا ہے ضرورت ہے کہ قرآن مجید کی ان آیات کا اور ان احادیث کا جن میں نفاق اور منافقت کی مذمت وشناعت بیان کی گئی ہے ان کا مطالعہ کریں اور خاص طور پر سورہ منافقون کا عصر حاضر کی روشنی میں مطالعہ کریں۔ اور ان ایات واحادیث کے جو سبق آموز پہلو اور امور ہیں ان سے سبق لیں۔ نفاق سے پرہیز کریں۔ کیوں کہ یہ بہت بڑا گناہ بلکہ پاپ ہے۔ اپنے عقیدہ وعمل کو نفاق ومنافقت سے آلودہ ہونے نہ دیں اور ہر وقت اور ہر دم اپنا محاسبہ کرتے رہیں تاکہ نور بصیرت سے محروم نہ کر دئے جائیں۔ اللہ تعالی ہم سب کی اس مرض اور روگ سے حفاظت فرمائے آمین۔

اعلان مفقود الخبری

● معاملہ نمبر ۳۲/۱۳۲۱/۳۹ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گوا پوکھر مدھوبنی) قریشہ خاتون بنت محمد طاہر مقام متھلا دیپ، پوسٹ دیپ، تھانہ لکھنور ضلع مدھوبنی۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد عزیز الرحمٰن مقام دہلی۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول قریشہ خاتون بنت محمد طاہر نے آپ فریق دوم محمد عزیز الرحمٰن مقام دہلی کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ گوا پوکھر، ضلع مدھوبنی میں عرصہ چار سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۲۶/ذیقعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۳۰/جولائی ۲۰۱۹ء بروز منگل بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں مع گواہان وثبوت حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔

واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

● معاملہ نمبر ۸۲/۱۸۰۸/۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ڈھاکہ) خوشبو آرا بنت محمد کلام مقام وڈاکخانہ بچپی تھانہ گھوڑاصحن ضلع مشرقی چمپارن۔ فریق اول۔ بنام۔ جمشید عالم ولد شیخ انتظار مقام سمہوا ڈاکخانہ چندن بارہ تھانہ ڈھاکہ ضلع مشرقی چمپارن۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ ڈھاکہ مشرقی چمپارن میں عرصہ تین سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف کو دیں وار آئندہ تاریخ سماعت ۲۴/جولائی ۲۰۱۹ء مطابق ۲۰/ذیقعدہ ۴۰ھ روز بدھ کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ سماعت پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

نئی تعلیمی پالیسی کا جائزہ لیں علماء کرام اور دانشوران: حضرت امیر شریعت

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے مرکزی حکومت کی نئی تعلیمی پالیسی ۲۰۱۹ء پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ حکومت ہند نے ۲۰۱۹ء اور اس سے آگے کے لیے اپنی نئی تعلیمی پالیسی ۲۰۱۹ء متعارف کرائی ہے، جو اس نے فی الحال ہندی اور انگریزی زبانوں میں وزارت برائے فروغ انسانی وسائل کے ویب سائٹ پر اپلوڈ کی گئی ہے۔ انگریزی زبان میں یہ ۴۸۴؍صفحات اور ہندی زبان میں ۶۵۰؍صفحات پر مشتمل ہے۔ دوسال پہلے حکومت نے اپنی مجوزہ تعلیمی پالیسی کے اہم نکات ویب سائٹ پر ڈالے تھے اور ماہرین تعلیم، دانشوران، سماجی شخصیات، تعلیمی اداروں اور این جی اوز سے نئی تعلیمی پالیسی کی ڈرافٹنگ کے تعلق سے مشورے طلب کیے تھے، حکومت کو بہت سے مشورے موصول ہوئے، امارت شرعیہ سے بھی کئی نکات پر اہم مشورے اور تجویزیں پیش کی گئی تھیں۔ اب حکومت نے ان تجاویز، مشوروں اور اپنے پہلے سے مقرر شدہ عزائم و منصوبوں کی بنیاد پر یہ تفصیلی تعلیمی پالیسی تیار کر کے ویب سائٹ پر ڈالی ہے اور اس کے بارے میں ماہرین تعلیم، دانشوران، سماجی شخصیات، تعلیمی اداروں اور این جی اوز سے رائے طلب کی ہے۔ مذکورہ تعلیمی پالیسی میں حکومت نے گذشتہ پالیسیوں کے مقابلہ میں کئی ترمیمات کی ہیں، لازمی حق تعلیم اور اسکولی تعلیم کے سلسلہ میں بھی ترمیمات کی گئی ہیں۔ ممکن ہے کہ اس بنیاد پر حق تعلیم قانون (رائٹ ٹو ایجوکیشن ایکٹ) میں بھی ترمیم کی جائے۔ اس لیے علماء کرام، مدارس کے ذمہ داران اور تعلیمی ومذہبی اداروں کو اس تعلیمی پالیسی کا بنظر غائر جائزہ لینا چاہئے، اور اگر اس تعلیمی پالیسی میں کوئی سقم یا آئین میں اقلیتوں کو دیے گئے حقوق سے تصادم نظر آئے، آئین کے دفعہ ۲۹؍اور ۳۰؍ میں دی گئی یقین دہانیوں پر ضرب پڑتی ہو تو اس سے حکومت کو بھی واقف کرائیں اور امارت شرعیہ میں بھی اپنے مشوروں اور تجاویز کی ایک کاپی بھیجیں، تاکہ اس کی بنیاد پر امارت شرعیہ کی جانب سے حکومت تک مضبوط آواز پہونچائی جاسکے۔ حکومت نے رائے دینے کے لیے ۳۰؍جون تک کا وقت دیا ہے، اس لیے سردست ایک خط وزارت برائے فروغ انسانی وسائل کو بھیج دیا جائے اور مطالبہ کیا جائے کہ رائے دینے کے لیے جو وقت دیا گیا ہے اس کو کم از کم تین ماہ بڑھا دیا جائے تاکہ پوری پالیسی کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے رائے دی جاسکے۔

رمضان کی تعطیل ختم، امارت شرعیہ کے سبھی شعبوں کی سرگرمیاں تیز

رمضان المبارک کی تعطیل ۱۰؍شوال المکرم کو ختم ہوئی، اور ۱۱؍شوال ۱۴۴۰ھ سے امارت شرعیہ کے ذیلی ومرکزی تمام دفاتر واداروں کی سرگرمیاں زور وشور کے ساتھ شروع ہوگئیں، ۱۱؍شوال المکرم کو مرکزی دفتر امارت شرعیہ پٹنہ میں ذمہ داران وکارکنان کی مختصر ملاقاتی تقریب کا انعقاد بھی ہوا، جس میں قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کے سبھی ذمہ داران وکارکنان کو عید کی مبارک باد دی اور صحت وسلامتی کے ساتھ وقت پر حاضر ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس جذبہ کو امارت شرعیہ سے محبت کی بڑی علامت قرار دیا، انہوں نے اس موقع پر کہا کہ امارت شرعیہ ایک عظیم ملی امانت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس بڑی امانت کو ہم جیسے کمزور کو سنبھال کر رکھنے کا ایک موقع عطا کیا ہے۔ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ جن کو اللہ نے جس جگہ پر اور جس حیثیت سے خدمت کی توفیق بخشی ہے وہ کام کو نہیں بلکہ ادارہ کے مقام ونسبت کی عظمت کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے کاموں کو انجام دیں، تو اللہ ان کے اخلاص ومحنت سے ادارہ کو بھی مزید ترقی واستحکام عطا کریں گے اور خود انہیں بھی دین ودنیا میں بڑا صلہ عطا فرمائیں گے۔ شرکاء حضرات نے بھی ایک دوسرے کو عید کی مبارک باد دی، اور نئے حوصلے کے ساتھ کاموں کو آگے بڑھانے کے عزم کا اظہار کیا، خود مخدوم ومربی حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم بھی حیدر آباد کے سفر سے واپسی کے بعد امارت شرعیہ تشریف لائے، شعبے کے ذمہ داروں اور دیگر کارکنان سے ملاقاتیں ہوئیں، مختلف شعبوں کے لیے ضروری ہدایات دیں اور سابقہ کارکردگی پر حوصلہ افزائی کے ساتھ نئے عزم اور احساس ذمہ داری کے ساتھ کاموں کو انجام دیتے رہنے کی تلقین فرمائی۔ ۱۱؍شوال سے امارت شرعیہ کے مختلف تعلیمی اداروں میں داخلہ کی کارروائی شروع ہوئی جس کی مختصر تفصیل اس طرح ہے:

دار العلوم الاسلامیہ: امارت شرعیہ کا ایک ممتاز دینی وتعلیمی ادارہ جو مرکزی دفتر سے ۷؍کیلومیٹر کے فاصلہ پر رضانگر، گون پورہ میں واقع ہے، اپنی تعلیم وتربیت کے اعتبار سے کم عمر میں اللہ نے ادارہ کو نمایاں مقبولیت عطا فرمائی، داخلہ کے لیے طلبہ کا ایسا ازدحام اور رجوع عام کم اداروں کے حصہ میں آتا ہے، اس ادارہ میں بھی جدید داخلہ کی کارروائی ۱۱؍شوال سے شروع ہوئی، جگہ کی غیر معمولی قلت اور دار الاقامہ کے ناکافی ہونے کی وجہ سے بڑی تعداد میں طلبہ کو مایوس ہو کر لوٹنا پڑتا ہے، دار الاقامہ میں بمشکل تمام پانچ سو طلبہ کے قیام کی گنجائش ہے، دار الاقامہ میں خالی جگہوں کو نظر میں رکھتے ہوئے جدید داخلہ کا کام مکمل ہوگیا، اعدادیہ سے فضیلت تک کے درجوں میں صلاحیتوں کی مضبوط جانچ کے بعد طلبہ کا داخلہ لیا گیا، ۱۱؍شوال روز سنیچر سے دار العلوم الاسلامیہ میں باقاعدہ تدریسی سرگرمیاں بھی شروع ہوگئی ہیں۔ اس ادارہ کی بڑی خصوصیت حضرت امیر شریعت مدظلہ کی خصوصی سرپرستی، ذمہ داران امارت شرعیہ کی نگرانی، ممتاز، صالح اور باصلاحیت اساتذہ کی خدمت ومحنت، نصاب تعلیم میں قدیم صالح اور جدید نافع کا امتزاج اور ذہنی، فکری، اخلاقی، علمی، قلمی اور لسانی تربیت کا اعلیٰ نظام۔ ادارہ کی مقبولیت اور طلبہ کے ہجوم کو دیکھتے ہوئے امسال رواق رحمانی کا تعمیری کام شروع کر دیا گیا ہے، قارئین نقیب سے دعا اور اہل خیر سے خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

المعہد العالی للتدریب فی الافتاء و القضاء: پورے ملک میں اپنی نوعیت کا ایک منفرد اور مثالی ادارہ ہے، جہاں مختلف اداروں کے فضلاء داخلہ لیتے ہیں، اور دوسالہ قضاء وافتاء کی تعلیم اور عملی تربیت پا کر قاضی و مفتی کی سند پاتے ہیں۔ اس ادارہ میں بھی ۱۱؍شوال سے داخلہ کی کارروائی شروع ہوئی، اس کے دوسالہ کورس میں پچاس طلبہ کی تعلیم اور قیام وطعام کا انتظام ہے، ہر سال پچیس طلبہ کا داخلہ افتاء وقضاء میں ہوتا ہے، اس کے علاوہ شعبۂ دعوۃ کے نام سے دوسال پہلے ایک نئے شعبہ کا قیام بھی عمل میں آیا ہے، جس میں دس طلبہ کے داخلہ کی گنجائش ہے، ان کو برادران وطن میں اسلام کی دعوت دینے، اسلام کے تئیں غلط فہمیوں کے ازالہ اور اسلام کے پیغام امن انصاف کو عام کرنے کی تعلیم اور عملی مشق کرائی جاتی ہے۔

جدید داخلہ کے لیے تحریری اور تقریری امتحان میں شرکت اور کامیابی لازمی ہے، امسال بھی بڑی تعداد میں فضلاء داخلہ کے لیے آئے، جن میں پچیس کا انتخاب عمل میں آچکا ہے۔ طلبہ کے رجوع اور طلب کو دیکھتے ہوئے ذمہ داران اس ادارہ میں بھی تعداد کے اضافہ پر غور کر رہے ہیں، اس ادارہ کی بڑی خصوصیات میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کی سرپرستی، ماہرین تعلیم اور فقہ وفتاویٰ کے ممتاز علماء کی نگرانی، باصلاحیت، تجربہ کار اور کہنہ مشق اساتذہ کرام کی تدریسی خدمات، پرشکوہ تعلیم گاہ، ودار الاقامہ، شاندار لائبریری، تعلیم وتربیت کا نہایت ہی خوشگوار اور عمدہ ماحول، اور قضاء وافتاء میں مہارت کے لیے امارت شرعیہ کے سوسالہ دار القضاء ودار الافتاء کے قدیم ریکارڈ کی موجودگی ہے۔ اس ادارہ کی برکت سے ہر سال ملت کو ۲۵؍باصلاحیت قاضی ومفتی حاصل ہوتے ہیں، جن کی صلاحیتوں سے یقیناً ملت کو بڑا فائدہ پہونچتا ہے۔

تربیت قضاء: ایسے فضلاء جو صرف قضاء کی تربیت حاصل کرنا چاہتے ہیں، امارت شرعیہ کے مرکزی دفتر پھلواری شریف میں ان کے لیے چھ ماہ کی تربیت کا انتظام ہے، آج کے حالات میں صرف ہندوستان نہیں بلکہ پوری دنیا میں اسلامی نظام قضاء کی اہمیت کو غیر معمولی طور پر محسوس کیا جارہا ہے، امارت شرعیہ ملک کا واحد ادارہ ہے، جس نے شرعی اصولوں پر اس انداز میں نظام قضاء کا سلسلہ چلایا، اور آج پوری دنیا میں اس کو مقبولیت حاصل ہے، تقریباً پچیس علماء بیک وقت اس شعبہ میں داخل کیے جاتے ہیں، درمیان سال میں جن کی تربیت کی میعاد پوری ہو جاتی ہے اور جگہ خالی ہوتی ہے، تو اس پر بھی داخلے ہوتے ہیں، امسال بھی شوال میں بڑی تعداد میں علماء حصول تربیت کے لیے آئے ہیں، ان کے داخلہ امتحان کا سلسلہ جاری ہے، صلاحیتوں کی بنیاد پر داخلہ کی اجازت حاصل ہوتی ہے، اس شعبہ میں صرف ہندوستان کے مختلف صوبے ہی نہیں بلکہ ویسٹ انڈیز، کینیڈا، امریکہ، برطانیہ اور ساؤتھ افریقہ وغیرہ سے بھی علماء آتے ہیں اور قضاء کی تربیت پا کر اس نظام کو اپنے اپنے ملکوں اور صوبوں میں قائم کر رہے ہیں، امارت شرعیہ کو نظام قضاء کے اعتبار سے جو امتیاز حاصل ہے اس سے پوری دنیا واقف ہے، یہاں تجربہ کار قضاۃ، سوسالہ فیصلوں کا ریکارڈ اور عملی مشق اور تربیت کے خاص مواقع حاصل ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے کم وقت میں کامیاب تربیت اور فن قضاء میں خصوصی مہارت حاصل ہوجاتی ہے۔

چھ اضلاع میں بلاک سطح کے ذمہ داران کی میٹنگ

ضلع مغربی چمپارن، مشرقی چمپارن، دربھنگہ، مدھوبنی، سیتامڑھی اور مظفر پور جہاں گذشتہ دنوں میں نقباء ونائبین نقباء امارت شرعیہ، ائمہ مساجد، ذمہ داران واساتذہ مدارس، دانشوران اور ملی وسماجی شخصیات کی خصوصی تربیتی نشستیں حضرت امیر شریعت مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی تھیں، ان اضلاع میں اس موقع پر بلاک کی سطح پر صدر اور سکریٹری کی حیثیت سے امارت شرعیہ کے نمائندوں کی انتخاب بھی عمل میں آیا تھا۔ اب بلاک سطح کے انہیں منتخب شدہ ذمہ داروں کی میٹنگ ہوگی۔ تاکہ انہیں ان کی ذمہ داریوں سے واقف کرایا جائے اور ہر بلاک کے ذمہ دار کا اس بلاک کے تحت آنے والے سبھی گاؤں کے نقباء اور نائبین نقباء کا تعارف بھی کرایا جائے، تاکہ باہمی تعاون اور ایک دوسرے کے مشورے سے ذمہ داریوں کو صحیح طریقہ سے انجام دے سکیں اور امارت شرعیہ کی جانب سے جو پیغام انہیں دیا جائے اسے آپسی تعاون سے گھر گھر پہونچا سکیں۔ ان شاء اللہ یہ میٹنگ دربھنگہ میں ۲۶؍جون ۲۰۱۹ء کو، ۲۷؍جون ۲۰۱۹ء کو سیتامڑھی میں، ۲۹؍جون ۲۰۱۹ء کو مظفر پور میں اور ۳۰؍جون ۲۰۱۹ء کو مدھوبنی میں ہوگی۔ ضلع مشرقی ومغربی چمپارن میں ہونے والی میٹنگوں کی تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

جامعہ عائشہ

روپس پور، ڈاکخانہ دھمسائن، انچل علی نگر، ضلع دربھنگہ۔847505

رابطہ نمبر:9431880633,9835619186

اعلان برائے تقرری معلم

دربھنگہ ضلع کی بستی روپس پور، پوسٹ دھمسائن (انچل علی نگر) میں ایک نئے تعلیمی ادارہ جامعہ عائشہ کے لیے ایک عدد معلم/صدر مدرس کی ضرورت ہے۔ طعام وقیام کی سہولت کے ساتھ حسب صلاحیت معقول تنخواہ دی جائے گی۔

ضروری اہلیت:

(۱) عالم/فاضل (دار العلوم دیوبند، مظاہر علوم یا ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فارغین کو ترجیح دی جائے گی)

(۲) ابتدائی عصری تدریس کی اہلیت بھی رکھتا ہو، درجہ اول سے پنجم تک کے بچوں کو حساب، ہندی، انگریزی وغیرہ پڑھا سکتا ہو۔ (۳) حافظ ہو تو بہتر ہے۔ خواہش مند امیدوار اپنا بایوڈاٹا، متعلقہ دستاویزات کے ساتھ براہ راست مدرسہ کے آفس میں جمع کریں یا رجسٹری پوسٹ سے ۳۰؍جون ۲۰۱۹ء تک بھیج دیں۔

وصی احمد شمسی (ڈائرکٹر جامعہ عائشہ روپس پور، دھمسائن (انچل علی نگر)، دربھنگہ)

Volume:57/67,Issue 24 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

ایسا بدلا ہوں تیرے شہر کا پانی پی کر
جھوٹ بولوں تو ندامت نہیں ہوتی مجھ کو
(شاہد زکی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

اپنی بربادی کا جشن اور ملک کی نوجوان نسلیں

احمد جاوید

کانگریس کے صدر راہل گاندھی نے عام انتخابات میں پارٹی کی شکست کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے عہدے سے استعفے کی پیشکش کردی کہ کانگریس رائے دہندگان کا اعتماد حاصل نہ کرسکی، اس کے انتخابی وعدوں پر لوگوں نے بھروسہ نہیں کیا تو میرے ذہن میں یہ سوال گردش کررہا تھا کہ پھر ان ہی لوگوں نے بی جے پی پر کیوں اعتبار کیا، اس نے ان کے لیے کیا کیا ہے؟ اور یہ ایک عین فطری سوال ہے۔ راہل اپنی ناکامی کی جھنجھلاہٹ میں کانگریس کے سینئر لیڈروں سے ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ کے دوران کہہ گزرے کہ ان کو اپنے بیٹوں کے کیریئر سے زیادہ دلچسپی تھی، کانگریس کے کاز کے لیے وہ اتنے سنجیدہ نہ تھے تو میری نگاہوں میں گہلوت، چدمبرم اور کمل ناتھ کے بیٹوں کے چہرے نہیں، ان کروڑوں رائے دہندگان کے چہرے گردش کررہے تھے جن کی عمریں ۱۸ سے ۳۵ کی ہیں اور حقیقی معنوں میں جو ملک کی سیاست ومعیشت کی سمت ورفتار کا فیصلہ کرتے ہیں۔ نومنتخب حکومت کی حلف برداری کے اگلے ہی دن یہ رپورٹ منظر عام پر آئی کہ ملک کی مجموعی پیداوار کی شرح پچھلے پانچ سال میں سب سے نیچے ہے اور اس میں بھی زراعت کا حصہ مزید گھٹ گیا ہے، گویا کسانوں کی حالت اس پانچ سال میں اور بھی قابل رحم ہوگئی جبکہ بے روزگاری انتہائی بھیانک اور دھماکہ خیز ہوگئی ہے تو بھی میری آنکھوں میں ان ہی نوجوانوں کے چہرے گردش کررہے ہیں۔ اس لیے نہیں کہ ملک میں غریبی اور بیروزگاری بڑھ رہی ہے، نوجوانوں کا مستقبل تباہ ہورہا ہے اور ملک وقوم کی وہ قیمتی توانائی ضائع ہورہی ہے جو اس کی تعمیر وترقی میں لگ سکتی تھی بلکہ اس لیے کہ ہندوستان کو جان بوجھ کر ان حالات میں دھکیلا جارہا ہے، جن کا شکار پہلی جنگ عظیم کے بعد کے یوروپ کی نوجوان نسلیں تھیں۔

جمعہ کو نیشنل سیمپل سروے آفس (این ایس ایس او) کی وسائل انسانی پر میقاتی رپورٹ منظر عام پر آئی۔ یہ کوئی نئی اطلاع نہیں تھی کہ ملک میں بے روزگاری دھماکہ خیز ہوتی جارہی ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ الیکشن سے پہلے اس رپورٹ کو منظر عام پر آنا تھا لیکن اس کو اس وقت روک دیا گیا تھا۔ میڈیا میں اس پر ایک تنازعہ کھڑا ہوگیا تھا کہ رپورٹ جو تصویر پیش کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ ملک میں بے روزگاری کی شرح ۴۵ سال میں اب تک کی سب سے اونچی شرح ہے لیکن حکومت ملک کے عوام سے حقائق چھپارہی ہے۔ اب جو رپورٹ آئی ہے تو پتہ نہیں کہ یہ وہی رپورٹ ہے یا اس کا ترمیم شدہ ورژن، یہ مجموعی طور پر تو بے روزگاری کی شرح ۶٫۱ فیصد بتاتی ہے لیکن الگ الگ کرکے دیکھیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ ملک میں بے روزگاری اور وہ بھی نوجوانوں میں کس رفتار سے بڑھ رہی ہے اور کتنی دھماکہ خیز ہوتی جارہی ہے۔ ۲۰۰۴-۵ء اور ۲۰۱۱-۱۲ء میں یہ گاؤں کے نوجوانوں میں ۵ فیصد تھی جو ۲۰۱۷-۱۸ء میں لڑکوں میں ۱۷٫۴ اور لڑکیوں میں ۱۳٫۶ فیصد ہوگئی۔ شہروں کے نوجوانوں میں ۲۰۰۴-۵ء اور ۲۰۱۲-۱۲ء کے ۷٫۵ اور ۸٫۸ کے مقابلے میں ۲۰۱۷-۱۸ء میں ۱۸٫۷ فیصد اور لڑکوں میں یہ شرح ۲۷٫۲ فیصد ہے۔ سوال یہ ہے کہ اپنی اس شدت اور اس رفتار کے باوجود بے روزگاری اگر ملک کے نوجوانوں کے لیے سچ مچ کوئی ایشو نہیں ہے یا راز کچھ اور ہے؟ کیا اس ملک کی نوجوان نسلیں اس وقت اپنی بربادی کے جشن میں مگن ہیں اور وہ اس جشن میں کسی طرح کا کوئی خلل پڑنے دینا نہیں چاہتیں؟

پہلی جنگ عظیم کے بعد کے یوروپ کے ملکوں کی اقتصادی حالت نے عوام کو حکومتوں سے مایوس و بے چین کردیا تھا۔ اٹلی اور جرمنی جیسے ملکوں میں نہایت چالاکی کے ساتھ نوجوانوں کی ہیجانی اور غصہ کا رخ محنت اور وسائل کی لوٹ سے ملک کے غداروں اور دشمنوں کی طرف موڑ دیا گیا۔ اسی غرض سے قوم کی سربلندی کا نعرہ لگایا گیا، ملک کے دشمنوں سے مل کر لڑنے اور توہین کا بدلہ لینے کی بات جانے لگی۔ اٹلی اس کی سب سے عبرتناک مثال ہے، جہاں بے روزگاری کے مارے نوجوانوں اور کسانوں مزدوروں کی بیداری سے خوفزدہ زمینداروں اور سرمایہ داروں نے ان کے غصہ اور بیداری کا رخ قوم کے مفروضہ دشمنوں کی طرف موڑنے کے لیے خوب سرمایہ لگایا، یہاں تک کہ ان کی پیسے اور نوجوانوں کے جذبات پر سوار ہوکر موسولینی نام کا مشہور فاشسٹ اقتدار میں آگیا۔ اس نے نوجوانوں میں نفرت وعداوت کا ایسا زہر بھرا کہ اس کے حامیوں کی جو تعداد ۱۹۲۰ء میں صرف ۲۲۰۰۰ تھی وہ ۱۹۲۱ء تک ۵ لاکھ سے تجاوز کرگئی۔ اس جماعت نے اقتدار حاصل کرنے کے بعد جو کچھ کیا وہ تاریخ کا حصہ ہے۔ اس نے آئینی اداروں کو بے دست وپا کردیا، سرکاری ایجنسیوں کا اپنے اغراض کے لیے بیدریغ استعمال کیا، یہاں تک کہ اقتدار پر قابض رہنے کے لیے انتخابی نظام تک کو بدل دیا۔ خطہ کی بین الاقوامی سیاست میں بھی اس وقت جس قسم کی صف بندی ہورہی ہے وہ بھی بیسویں صدی کے اوائل کے یوروپ سے مختلف نہیں ہے۔

آج ہم تاریخ کے جس نازک موڑ پر کھڑے ہیں یہاں سال دو سال میں نہیں پہنچے ہیں، اس کے لیے آر ایس ایس اور اس کے سیاسی بازوؤں کی جدوجہد جتنی ذمہ دار ہے، کانگریس اور دوسری سیاسی جماعتیں بھی اس سے کچھ کم ذمہ دار نہیں ہیں۔ جس وقت یوروپ دو دو عالمی جنگوں کی تباہیوں سے نکلنے کے لیے البرٹ کامیو جیسے ادیبوں، دانشوروں اور چرچل جیسے سیاستدانوں کی قیادت میں ملکوں کے وفاق کی وکالت کررہا تھا، یوروپین یونین کے تصور کی پرورش کی جارہی تھی اور انتہا پسندانہ قوم پرستی کو لوگ رد کررہے تھے، عین اسی وقت ایشیا کے ملکوں نے اسی جنون کو اپنا لیا جو دو دو عالمی جنگوں کا سبب بنا تھا اور بدقسمتی سے اس جنون کو اپنے اغراض کی خاطر بی جے پی اور اس کی حلیف سیاسی طاقتیں آج اس اکیسویں صدی میں بھی بڑھارہی ہیں۔ گاندھی جی نے برصغیر کے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی، ستیاگرہ کیا، انشن کرکے منانا چاہا، یہاں تک کہ جان دے دی لیکن راشٹرواد کا یہ جنون قابو میں نہیں آیا۔ مہنت دگ وجے ناتھ گاندھی جی کے قتل کے مقدمہ میں ماخوذ تھا، چھ ماہ جیل میں رہا، جن دو شخصوں کو عدالت نے اس کیس میں تکنیکی بنیاد پر رہا کیا تھا، ساورکر کے ساتھ یہ دوسرا شخص تھا لیکن ملک کی سب سے بڑی ریاست اترپردیش کے کانگریسی وزرائے اعلیٰ اور کانگریس کے بڑے بڑے لیڈران گورکھپور جاکر گورکھناتھ مندر کے اس مہنت کا پیر چھوتے تھے۔ اب اگر اسی کے جانشینوں نے ریاست اور ملک کے اقتدار پر قبضہ کرلیا تو قصور کس کا ہے؟ راہل جی! معاملہ صرف اپنے بیٹوں کے کیریر کی فکر کا نہیں ہے، بات اس سے بہت آگے تک جاتی ہے۔

۱۹۵۰ء کے عشرے کا واقعہ ہے۔ ڈاکٹر بی این پانڈے کے سامنے ایک نصابی کتاب آئی جو اینگلو بنگالی کالج' الہ آباد میں پڑھائی جاتی تھی۔ اس میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ اس وقت تین ہزار برہموں نے خودکشی کرلی تھی جب ٹیپو نے ان کو اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہونے کو مجبور کیا تھا۔ کتاب کے مصنف مشہور اسکالر ڈاکٹر ہرپرساد شاستری' کلکتہ یونیورسٹی کے صدر شعبۂ سنسکرت تھے۔ ڈاکٹر پانڈے نے مصنف کو خط لکھ کر پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے؟ اور ان سے کتاب میں شامل اس حصہ کے اصل ماخذ کا حوالہ مانگا۔ باربار کے مطالبہ اور یاددہانی پر ڈاکٹر شاستری نے جواب دیا کہ انہوں نے یہ معلومات میسور گزیٹیر سے لی ہیں۔ پھر ڈاکٹر پانڈے نے میسور یونیورسٹی کے وائس چانسلر سر برجیندر ناتھ سیال سے ڈاکٹر شاستری کے اس دعویٰ کی تصدیق گزیٹیر سے کرنے کی گزارش کی، سر برجیندر نے یہ خط پروفیسر سری کانتیا کو بھیج دیا، جو ان دنوں گزیٹیر کے نئے ایڈیشن پر کام کررہے تھے، سری کانتیا نے لکھا کہ گزیٹیر میں ایسے کسی واقعہ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ایک تاریخ داں کی حیثیت سے خود انہیں یقین ہے کہ ایسا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا۔ پروفیسر سری کانتیا نے مزید یہ بھی لکھا کہ ٹیپو سلطان کے وزیر اعظم اور کمانڈر انچیف دونوں کے دونوں برہمن تھے۔ انہوں نے اپنے خط کے ساتھ ہندوؤں کے ۱۳۶ مندروں کی ایک فہرست بھی بھیجی جن کو سلطان کے خزانہ سے سالانہ گرانٹ ملتی تھی۔ بعد میں پتہ چلا کہ شاستری نے یہ کہانی کرنل میلز کی کتاب ''ہسٹری آف میسورس'' سے اٹھائی تھی، جس میں میلز نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے یہ کہانی مہارانی وکٹوریہ کی ذاتی لائبریری میں موجود ایک فارسی مخطوطہ سے لی ہے، ڈاکٹر پانڈے نے جب مزید تحقیق کی تو پتہ چلا کہ مہارانی وکٹوریہ کے کتب خانہ میں ایسے کسی مخطوطہ کا کوئی وجود نہیں ہے۔ پھر بھی ڈاکٹر شاستری کی کتاب ہائی اسکول سطح کی نصابی کتاب کی حیثیت سے ہندوستان کی سات ریاستوں، آسام، بنگال، بہار، اڑیسہ، اترپردیش، راجستھان اور مدھیہ پردیش میں پڑھائی جارہی تھی، ڈاکٹر پانڈے نے کتاب کے متعلق یہ ساری تفصیلات اور خط وکتابت کلکتہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر سر آشوتوش چودھری کو بھیجیں۔ سر آشوتوش نے شاستری کی کتاب کو نصاب سے خارج کردینے کے واضح احکامات جاری کردیے لیکن برسوں بعد ۱۹۷۲ء میں ڈاکٹر پانڈے یہ جان کر حیران رہ گئے کہ خودکشی کی یہ فرضی کہانی اترپردیش کے ہائی اسکولوں کے نصاب میں اب بھی پڑھائی جارہی ہے۔ نہ تو ان ریاستوں میں اس وقت بی جے پی کی سرکاریں تھیں نہ مرکز میں ابھی تک کسی نے کانگریس کو اقتدار سے بے دخل کیا تھا۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

AZIMABAD PRINTERS #9473371988